September 2004

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین اما بعد

ماہنامہ علم وعمل انگریزی ماہ کے لحاظ سے اس لئے نکالا جاتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی تاریخوں سے حساب نہیں کیا جاتا۔تاہم بہر صورت اس ماہنامہ میں عربی مہینوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔چونکہ عربی تاریخیں کافی آگے ہیں اس لئے اس مرتبہ ماہ رجب اور شعبان دونوں مدنظر رکھ کر (جبکہ انگریزی حساب سے اسی طرح ماہوار ترتیب سے)شائع ہورہا ہے۔انگریزی سال کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ۱۲ رسالے دسمبر تک پورے ہوں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔اکتوبر میں انشاءاللہ تعالیٰ رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی رمضان ایڈیشن ملےگا۔قارئین دعافرمائیں کہ حق تعالیٰ اسے قبولیت اور ترقی سے نوازے(امین)

ماہ رجب ایک قول کے مطابق ۲۷رجب کو معراج ہوئی۔واقعہ معراج مشہور ہے۔اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔تاہم دوباتیں رجب سے متعلق عرض کرنا چاہوں ایک یہ کہ رجب کی ستائیسویں رات کو عبادت اور ۲۷ویں تاریخ کا روزہ صحیح احادیث سے ثابت نہیں اس لئے اس کا اہتمام نہ کیا جائے۔دوسری بات شب معراج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم امت کیلئے تین تحفے لائے (۱)پانچ نمازیں (۲)سورہ بقرہ کی آخری آیات (۳) کفروشرک نہ کیا ہوتو ایک نہ ایک دن بخشش لازمی ہوگی۔

ماہ شعبان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم ماہ رمضان کی تیاری شعبان ہی سے فرمالیا کرتے تھے۔ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ظاہر وباطن کو درست کرنا شروع کردیں آگے عظمتوں والا مہینہ آرہا ہے۔شکل وصورت،لباس،اٹھنا،بیٹھنا،چال ڈھال کام کاج سب شریعت کی حدود میں لے آئیں۔دو ہی صورتیں ہیں ہمیں یا تو برکتوں والا مہینہ ملے گا یا نہیں اگر ملے گا تو اس کا انتظار واستقبال پیارے نبی کی سنت ہے۔اور اگر خدانخواستہ وہ مہینہ ہمیں نہیں ملتا (موت آجاتی ہے)تو پھر تو اور زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی شکل وصورت لباس،میل جول وغیرہ سب شریعت کے مطابق اپنائیں۔

15 شعبان یہ رات اوردن قابل قدر ضرور ہیں مگر کوئی اعمال ان میں ثابت نہیں البتہ کمزور روایات سے ۱۵شعبان کا روزہ ثابت ہے اور رات (۱۵ویں دن سے پہلے والی)قبرستان میں جانا زندگی بھر میں ایک دفعہ سنت غیر موکدہ ہے۔ہر سال اہتمام سے جانا مناسب نہیں۔اس کے علاوہ قطعاً کوئی میلہ چراغاں،محفلیں،دعوتیں،عبادتیں ثابت نہیں خرافات سے بچنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں وقت کی قدر کرنے کی توفیق دیں(امین ثم امین یا رب العلمین)

منافقین کی دھوکہ دہی کا بیان

شیخ التفسیر والحدیث حضرت
مولانا محمد سرفراز خان صاحب
صفدر رحمہ اللہ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ○ (البقرہ، آیت ۱۴، ۱۵)

ترجمہ: (وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے (قَالُوْا) کہتے ہیں (اٰمَنَّا) ہم بھی مومن ہیں (وَإِذَا خَلَوْا) اور جس وقت جاتے ہیں (إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ) اپنے شیطانوں کی طرف (قَالُوْا) کہتے ہیں (إِنَّا مَعَكُمْ) بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں (إِنَّمَا) بے شک پختہ بات ہے (نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ) ہم تو مومنوں سے مذاق کرتے ہیں (اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ) اللہ تعالیٰ ان کو استہزا ءکا بدلہ دے گا (وَيَمُدُّهُمْ) اور ان کو مہلت دیتا ہے (فِيْ طُغْيَانِهِمْ) ان کی سرکشی میں (يَعْمَهُوْنَ) وہ سرگرداں حیران پھرتے ہیں۔

تشریح و تفسیر (وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) جب یہ منافق مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو ان کو دھوکہ دینے کی خاطر (قَالُوْا اٰمَنَّا) کہتے ہیں ہم بھی مومن ہیں جیسا کہ آج کل ووٹ لینے ہوں تو پھر منتیں کرتے ہیں، پاؤں چومتے ہیں۔ ووٹوں کے بعد کبھی شکل نہیں دکھاتے کہ ہم کون ہیں اور آپ کون ہیں (وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ) اور جب یہ اپنے لیڈروں، وڈیروں، سرداروں، چوہدریوں، خانوں، شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں تم نے سنا ہوگا کہ ہم نے مومنوں سے کہا ہے کہ "اٰمَنَّا" ہم مومن ہیں تو یقین جانو کہ ہم نے انہیں دھوکہ دیا ہے (قَالُوْا إِنَّا مَعَكُمْ) ہم تو آپ کے بندے ہیں۔ ہم نے جو مومنوں کے سامنے کہا (إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ) ہم نے دل لگی کی، مذاق کیا ہم مومن کوئی نہیں ہیں ہم تو تمہارے ہیں مومنوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں جب خطرہ ہوتا ہے کہ وڈیرے کان کھینچیں گے کہ تم نے ایسا کیوں کہا؟ تو کہتے ہیں نہیں جی توبہ توبہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم نے جو وہاں اٰمَنَّا کہا ہے وہ تو ہم نے مذاق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ) اللہ تعالیٰ ان کو اس استہزاء کا اس مسخرے پن کا بدلہ دے گا (وَيَمُدُّهُمْ) رب نے ان کو ڈھیل دی ہے مہلت دی ہے (فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ) سرکشی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ جتنا کماتے ہیں حرام کا کمائیں، جو کرتے ہیں کریں رسی ڈھیلی چھوڑی ہوئی ہے۔ احادیث میں آتا ہے إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُمْلِي حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ (صحیح بخاری) "بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کی رسی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے اور جب پکڑتا ہے پھر سختی سے پکڑتا ہے پھر اس کو چھوڑتا نہیں۔" آگے ان (منافقین) کی بدکاریوں اور بدمعاشیوں کا ذکر ہوگا۔

علم حدیث

آیات حدیث پر عمل کرنے کو ضروری قرار دیتی ہیں

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم

باسمہ تعالیٰ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ **اما بعد**

آیات میں حدیث پر عمل کرنے کا حکم ہے صرف نمونہ کے طور پر چند آیات معمولی وضاحت کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں (۱) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ کہ "جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت یعنی پیروی کرنا چاہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے، جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کیا اُس نے اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت یعنی حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے اس لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کرنا کیا ہے؟ حدیث پر عمل کرنا ہے۔ پس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہوا۔ (۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ کہ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانو جبکہ وہ تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندہ رکھتی ہے" اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دو قسم کے ہوتے ہیں زندہ رکھنے والے اور زندہ نہ رکھنے والے بلکہ یہ معنیٰ ہیں کہ ان کے سب حکم زندہ رکھنے والے ہی ہوتے ہیں اس لئے سب کو مانو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم قرآن پاک میں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم حدیث پاک میں ہیں دونوں کا ماننا ضروری ہے (۳) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ کہ "کسی مومن مرد اور عورت کو اختیار نہیں کہ جب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملہ کا فیصلہ کریں تو چاہے کریں اور چاہے نہ کریں بلکہ وہ کرنا ہی ضروری ہے" معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی طرح حدیث پاک کے حکم پر عمل کرنا بھی ضروری ہے (۴) وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى کہ "نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے وحی بھیجنے کی وجہ سے کہتے ہیں" اس لئے ان کے ہر حکم پر عمل کرنا ضروری ہے اور ان کے حکم کو ہی حدیث کہتے ہیں اس لئے حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے (۵) وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر بھی عمل کرو اور اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر بھی عمل کرو۔ یہ بات کئی جگہ ذکر فرمائی ہے۔ معنیٰ یہ ہوئے کہ قرآن پاک پر بھی عمل کرو اور حدیث پاک پر بھی عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین یا رب العلمین واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

محمد سرور عفی عنہ

ارشادات حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد شعیب صاحب
جامع مسجد فاطمہ لاہور

ملفوظ نمبر ۱ فرمایا کہ شیطان کے گمراہ کرنے کے لئے دوسرا شیطان نہیں آیا تھا بلکہ یہی نفس تھا جس نے اس کو ابلیس بنادیا ورنہ اس کا نام عزازیل تھا پس نفس کا مغلوب کرنا کفار کے مغلوب کرنے سے اہم ہے اسی واسطے مجاہدۂ نفس کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲ فرمایا یاد رکھو! خدا تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ مشاہدۂ جمالِ حق کبھی نہیں ہوسکتا۔ دل اور روح کی آنکھیں اُس وقت کھلتی ہیں جب نفس کو شہوت ولذت کی حرام جگہ سے روکا جائے۔

ملفوظ نمبر ۳ فرمایا: جس قدر نافرمانی ہوتی جاتی ہے حق سبحانہ وتعالیٰ سے تعلق بندے کا گھٹتا جاتا ہے اور اس دوسرے ضرر (نقصان) کا تقاضا یہ ہے کہ اگر گناہوں پر عذاب اور سزا کا اندیشہ نہ بھی ہوتا تب بھی گناہ نہ کرنا چاہئے۔

ملفوظ نمبر ۴ فرمایا! گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول ہمت خود کرے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہمت طلب کرے اور خاصانِ خدا سے بھی دعاء کرائے۔ انشاء اللہ گناہوں سے بچنے کی ضرور ہمت ہوگی۔ (کمالات اشرفیہ)

صاحبو! کامیابی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں ایک اپنی ہمت دوسرے بزرگوں کی دعاء۔ ان دونوں پہیوں سے گاڑی کو چلاؤ۔ ایک پہیہ کافی نہیں۔

ملفوظ نمبر ۵ فرمایا: کہ تقاضائے گناہ پر عمل کر لینے کے بعد جو ایک قسم کا سکون محسوس ہوتا ہے ہرگز قابل قدر نہیں کیونکہ یہ کیفیت ہے عمل نہیں۔ اور کیفیت قرب کا سبب نہیں ہوا کرتی بلکہ عمل قرب کا سبب ہوا کرتا ہے۔ (کمالات اشرفیہ)

ملفوظ نمبر ۶ فرمایا: کہ درحقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا گناہ کا کم ہو جائے گا مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ گناہ کا مادہ قوی ہو جائے گا اور دور کرنے کی طاقت سے باہر ہو جائے گا۔ یعنی گناہ کرنے سے وقتی سکون ہوگا لیکن کچھ دیر بعد پہلے سے شدید تقاضا ہوگا اور بار بار گناہ سے یہ تقاضا روز بروز اتنا بڑھتا چلا جائے گا کہ گناہ چھوڑنا مشکل ہو جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۷ فرمایا: کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ۔ (الھمزہ ۶، ۷) یہ اللہ کی آگ ہے روشن کی ہوئی کہ دلوں تک اپنا اثر داخل کر دے گی۔ اس کا اصل محل قلب ہے اور دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ گناہ گار کا دل بے چین رہتا ہے۔ اس کو راحت وچین نصیب نہیں ہوتا۔ گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے جس کا تجربہ نزولِ حوادث کے وقت (یعنی مصیبتوں کے نزول میں) ہوتا ہے کہ متقی اس وقت مستقل مزاج ہوتا ہے اور گناہ گار حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ (کمالات اشرفیہ)

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

تکبر

مولانا عبدالرحمٰن صاحب
نائب مہتمم
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال پر فخر اور تکبر بالکل نہ کرتے۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو ان اعمال پر ہی مستحق عذاب خیال کرتے چہ جائے کہ برائی پر۔ کیونکہ وہ اپنے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی بے ادبی پر نظر رکھتے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے کہ کتنے چراغ ہیں جن کو ہوا گل کر دیتی ہے اور کتنی عبادات ہیں جن کو تکبر خراب کرتا ہے۔

وھب بن منبہ کا قول : وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ وہ گھڑی جس میں انسان اپنے آپ کو ذلیل خیال کرے اس کیلئے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ : فرماتے تھے کہ انسان کو عبادات میں سخت نقصان دینے والی وہ چیز ہے جو بد اعمالیوں کو بھلا دے اور صالحات کی یاد دلائے جس سے وہ شخص غرور اور تکبر میں بڑھ جائے گا اور آخرت میں نیکی اور ثواب سے بالکل محروم ہو جائے گا حالانکہ وہ اپنے خیال کے مطابق اپنے آپ کو صالحین (نیک لوگوں) میں شمار کرتا ہے۔

شعبی رحمہ اللہ فرماتے تھے: کہ روایت ہے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا جب وہ چلتا تھا تو اس کی بزرگی کے باعث اس پر بادل سایہ کرتے تھے ایک شخص نے اُسے دیکھا تو کہا بخدا میں بھی اس کے سایہ میں چلونگا شاید مجھے بھی اس کی برکت حاصل ہو۔ راوی کہتا ہے کہ بزرگ نے جب اُس شخص کو اپنے سایہ میں چلتے دیکھا تو دل میں غرور کیا۔ پھر جب دونوں جُدا ہوئے تو بادل دوسرے شخص کے ساتھ چلا گیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ

جب منبر پر خطبہ کہتے تو تکبر سے ڈر کر اپنے کلام کو ایسی طرف بدل دیتے جس میں تکبر نہ ہو۔ اور جب کوئی خط لکھتے اور اس میں تکبر کا خیال پیدا ہوتا تو اُسے پھاڑ دیتے اور فرماتے اے اللہ! میں تجھ سے اپنے نفس کی بُرائی کی پناہ مانگتا ہوں۔

مُطرّف بن عبد اللہ فرماتے تھے اگر میں تمام رات سوؤں اور صبح اپنے سونے پر نادم ہوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں رات بھر قیام کروں اور صبح کو سونے والوں پر اپنے کو فضیلت دوں۔

حضرت حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ:

فرماتے تھے کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو ہر مسلمان سے فی الحال اور ہر کافر سے فی المآل (آئندہ کے اعتبار سے) کمتر سمجھتا ہوں۔ حکیم الامت مجدد الملت اتنے بڑے عالم باعمل یہ کہہ رہے ہیں۔

پس اے دوست! اس کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اور اپنے آپ کو کسی مسلمان سے برتر خیال نہ کر۔ سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائیں اور عمل کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین

طالبِ علم مجاہد کیوں؟

مولانا نوید خان
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْجِعَ (جامع الترمذی) یعنی جو طالبِ علم میں نکلا وہ جہاد میں ہے۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کہتے ہیں جہاد کے لئے نکل جانے کو۔ یہ ایک اصطلاح ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طالبِ علم کیلئے استعمال کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ طالبِ علم جہاد کرنے والوں میں ہے، مجاہدین میں ہے اور یہ طالبِ علم اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر رہا ہے۔ مجاہد اور طالبِ علم چند باتوں میں شریک ہیں۔

(۱) **اعلاءِ دین** : جہاد اعلاء دین کے لئے کیا جاتا ہے یعنی دین کی برتری کے لئے تاکہ دین پر خوب چلا جا سکے، دین پر چلنے والوں کی رکاوٹیں سب دور ہو جائیں اور طالبِ علم کے علم حاصل کرنے سے بھی علم کو بقا اور دین کے مسائل کو فروغ ملتا ہے اور لوگوں کو دینی مسائل جاننے اور ان پر عمل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

(۲) **اذلال الشیاطین** : یعنی شیطان کو ذلیل کرنا۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان شام کو سمندر پر تخت بچھا کر بیٹھتا ہے اور اپنے کارندوں سے جو صبح سے لوگوں کو بہکانے کے لئے بھاگے بھاگے پھرتے رہے ان سے ان کی کارگزاری سنتا ہے آخر میں ایک شیطان کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ میں نے ایک طالبِ علم کو جو علم دین پڑھنے جا رہا تھا اس کو میں نے بہکایا پھسلایا یہاں تک کہ میں نے اس کو علم دین حاصل کرنے سے روک دیا۔ یہ سن کر بڑا شیطان اچھل پڑتا ہے اور کہتا ہے شاباش! شاباش! سینہ اور چھاتی سے لگا لیتا ہے اس لئے کہ علم دین حاصل کرنے والا شیطان کو بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ طالب علم تحصیل علم میں مشغول نہ ہو۔ اس میں میری بڑی ذلت ہے۔ یہ بچہ بڑا ہو کر عالم دین بنے گا۔ فقیہ ہوگا، نہ معلوم کتنے گنہگاروں کو راہ راست پر لائے گا۔

(۳) **اِتعابِ نفس** : یعنی نفس کو مشقت میں ڈالنا۔ جہاد کرنے والا مشقت میں ہوتا ہے۔ کفار کا مقابلہ کر رہا ہے مشقت اٹھا رہا ہے تو طالبِ علم میں بھی اتعابِ نفس ہو رہا ہے اپنا گھر، گھر کا کھانا، گھر کا آرام وراحت وغیرہ چھوڑ کر علم حاصل کرنے جا رہا ہے اور مشقت اٹھا رہا ہے۔

(۴) **کسرِ ہویٰ** : یعنی نفس کی خواہشات کو توڑ دینا۔ کہ آنکھ، کان، زبان وغیرہ کو وہاں استعمال کرنا جہاں پر شریعت نے حکم دیا ہے نہ اس طرف کہ جہاں پر اس کی طبیعت چاہے۔ اس سے پہلے اتعابِ نفس ہو رہا تھا نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا تھا اور یہاں اب کسرِ نفس ہے۔ اتعابِ نفس مجاہدہ ہے اور کسرِ نفس ریاضت ہے کہ طبیعات سے رک گیا۔ سونا چاہتا ہے مگر اب سونا کہاں۔ جہاد کے اندر بھی کسرِ ہویٰ ہوتا ہے۔ تاریخ میں ہے کہ نصاریٰ عورتوں کو بنا سنوار کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے بھیجتے تھے۔ مال و دولت راستوں میں پھیلا دیتے تھے کہ لالچ میں آجائیں مگر انہوں نے توجہ نہیں فرمائی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جہاد میں بھی کسرِ ہویٰ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مخلص طالبِ علم اور صحیح عامل بننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(ماخوذ از خطباتِ مسیح الامت)

مشغل: محمد طیب

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

"پناہ پکڑتا ہوں اور حمایت ڈھونڈتا ہوں خدا تعالیٰ کی بہکانے اور پھسلانے سے شیطان مردود کے۔"

استعاذہ کا حکم و معنیٰ جمہور علما کا اس پر اتفاق ہے کہ تلاوت قرآن مجید کی ابتداء سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ (مکمل) پڑھنا سنت ہے جس کے معنی ہیں کہ میں شیطان مردود کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی درخواست کرتا ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (النحل:۹۸) "سو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔" اس لئے کہ استعاذہ شیطان کے مکر اور شر سے بچنے کیلئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○ (الاعراف:۲۰۰-۲۰۱)

"اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیجیے۔ بلاشبہ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ذکر میں لگ جاتے ہیں سو اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

"اللہ ہی کے نام نامی اور اسم گرامی کی اعانت (مدد) اور امداد سے کہ جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے اس کے کلام کو شروع کرتا ہوں اور اس کے کلمات قدسیہ (پاکیزہ) کے انوار و تجلیات اور ظاہری اور باطنی ثمرات کا امیدوار ہوں۔"

بسم اللہ کا حکم بسم اللہ بعض علماء کے نزدیک سورۂ فاتحہ اور ہر سورت کا جز و نہیں دو سورتوں میں محض فصل (فاصلہ) کرنے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ تبرکاً ہر سورۃ کے ابتداء میں اس کو لکھا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سورتوں میں فصل نہ جانتے تھے یہاں تک کہ (فصل کیلئے) بسم اللہ نازل ہوئی (سنن ابی داؤد)

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور خلفائے راشدین کی مستمرہ (ہمیشہ کی) سنت یہی تھی کہ بسم اللہ کو نماز میں آہستہ پڑھتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

استعاذہ کی حقیقت یہ ہے کہ شیطان کے جال میں پھنسنے سے محفوظ ہو جائے۔

بسم اللہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی رحمت میں داخل ہو جائے۔

اس لئے استعاذہ بسم اللہ پر مقدم ہوا کیونکہ دَفْعِ مَضَرَّتْ (نقصان دور کرنا) جَلْبِ مَنْفَعَتْ (نفع حاصل کرنے) پر مقدم ہے۔ نیز قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی تلاوت سے پہلے زبان اور قلب کی طہارت (پاکی) ضروری ہے اس لئے (بھی) تلاوت قرآن سے پہلے استعاذہ کا حکم دیا گیا تا کہ زبان اور قلب کو ایک گونہ طہارت حاصل ہو جائے۔

زکوٰۃ، صدقہ اور خیرات کا بیان

قسط نمبر ۱

جناب علی بہادر بہوں

حق تعالیٰ شانہٗ فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس میں سات بالیں ہوں کہ ہر بال میں سو دانے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنہوں نے اپنا مال دو ہاتھ بھر بھر کر راہِ خدا میں لٹایا ہے وہی ہلاکت سے نجات پائیں گے۔ صدقہ وخیرات دینے والے مسلمان تین طرح کے ہیں

(۱) خیرات کا اعلیٰ درجہ: ایک تو وہ ہیں جنہوں نے جو کچھ بھی پایا راہِ خدا تعالیٰ میں دے دیا اور خدا کے ساتھ محبت کرنے کا دعویٰ سچ کر دکھایا حضرت ابوبکر صدیق عتیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو کچھ بھی تھا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لا رکھا۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اپنے لئے کیا رکھا تو عرض کیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی بغرض خیرات مال لائے تھے۔ اور ان سے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سوال کیا تھا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) تم نے اپنے لئے کیا رکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ جس قدر لایا ہوں اُسی قدر چھوڑ آیا ہوں۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے مرتبوں کا فرق تم دونوں کے جواب سے ظاہر ہے۔

خیرات کا متوسط درجہ: دوسرے درجہ میں وہ متوسط لوگ ہیں جو سارا مال خدا کے نام پر تو نہیں لٹاتے مگر اس کے ساتھ ہی اپنے نفس پر بھی ضرورت سے زیادہ خرچ نہیں کرتے بلکہ محتاج بندوں کی حاجتیں ظاہر ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ اور جس وقت موقع خرچ یا کسی کو محتاج دیکھتے ہیں تو بے حساب مال خرچ کر ڈالتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ یعنی مقدار فرض پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ سارے مال کو خدا تعالیٰ ہی کے لئے خرچ کرنے کی نیت رکھتے ہیں کہ مال پاس رکھنے سے ان کی غرض اس کو راہِ خدا تعالیٰ ہی میں خرچ کرنے کی ہے البتہ موقع کا انتظار ہے۔

(۳) خیرات کا ادنیٰ درجہ: تیسرے درجہ میں وہ کمزور مسلمان ہیں۔ جو زکوٰۃ واجبہ ہی کے ادا ہونے کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ اگر اس سے زیادہ خیرات نہیں کرتے تو مقدار واجبہ میں ایک دانہ برابر بھی کمی نہیں کرتے۔ ان تینوں گروہوں کے مرتبوں کا فرق اور حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کی مقدار ان کے خرچ کی حالت سے خود ہی سمجھ لو۔ پس اگر تم پہلے اور دوسرے درجہ تک نہیں پہنچ سکتے تو کم سے کم تیسرے درجہ سے بڑھ کر متوسط لوگوں کے ادنیٰ درجہ تک تو پہنچنے کی کوشش ضرور کرو کہ مقدار واجب کے علاوہ روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ کر دیا کرو اگرچہ کہ ایک روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ پس اگر ایسا کرو گے تو بخیلوں کے طبقہ سے اوپر چڑھ جاؤ گے۔ (تبلیغ دین امام غزالی رحمہ اللہ)

نفع بخش تجارت

محدث جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ رحمہ اللہ

تجارت دو قسم پر ہے۔ اول دنیاوی تجارت دوم اُخروی تجارت۔ **دنیاوی تجارت** بندوں کے درمیان ہوتی ہے اور **اُخروی تجارت** اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوتی ہے۔ دنیاوی تجارت کے فوائد و منافع چونکہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے لوگ اس تجارت پر خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ یہ (منافع، فوائد) سب کچھ عارضی ہے۔ اور اُخروی تجارت کے فوائد و منافع اگر چہ یہاں دنیا میں ظاہر نہیں ہوتے لیکن وہ فوائد و منافع دائمی (ہمیشہ کے) ہیں۔ آخرت میں انسان ان فوائد و منافع سے ہمیشہ مالا مال رہے گا۔

اُخروی تجارت کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ (البقرہ: ۱۱۱) یعنی "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جنت کے بدلے میں ان کی جانیں بھی خرید لی ہیں اور ان کے اموال بھی"۔

یہ اُخروی تجارت بندہ اپنے ذکر و استغفار اور اپنی عبادت کے ذریعے سے کرتا ہے۔ جس کی بدولت انسان اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور جنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ ہمارے بزرگ اس دوسری قسم کی تجارت پر زیادہ خوش ہوتے تھے۔ یہ کتنی مبارک تجارت ہے کہ تھوڑی سی عبادت، ذکر اللہ، حمد و شکر اور استغفار سے انسان کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا جیسی عظیم دولت حاصل ہو جاتی ہے

کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

خود کہ یابی این چنیں بازار را
کہ بیک جو مے خری گلزار را

ترجمہ: آپ کو دنیا میں ایسا بازار (منڈی) نہیں مل سکتا سوائے اخروی تجارت کے بازار کے کہ جو کے ایک دانہ جیسی قلیل شے سے آپ ایک بڑے وسیع باغ کو خرید لیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جو گروہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ذکر اللہ کے لئے جمع ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اس گروہ کو یہ پیغام سناتا ہے کہ اللہ سبحانہ نے تم سب کو بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ (حلیہ ج۳/۱۰۸)

دیکھئے! اخروی تجارت کتنی نفع بخش ہے۔ تھوڑے سے ذکر اللہ سے خدا تعالیٰ کی مغفرت حاصل ہوگئی اور گناہ نیکیوں سے بدل دیئے گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچاتے ہوئے اخروی تجارت یعنی ذکر اللہ و عبادت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین)

(ماخوذ از گلستان قناعت ص ۲۹۶)

ایک نمایاں چیز جو شیخ طریقت، ہادی اُمت، سراپا رحمت حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں احقر عاجز نے محسوس کی وہ تواضع تھی اور فناء فی الشیخ کا یہ لازمی اثر تھا کیونکہ فناء فی الشیخ ہونے سے شیخ کے کمالات طالب میں آتے ہیں "خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے"۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع لامحالہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں آئی تھی اور آئی۔ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں چونکہ بہت تواضع تھی تو سب اہل مجلس میں تواضع آگئی تھی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہر شخص اپنے آپکو سب سے حقیر شمار کرتا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں اتنی تواضع تھی کہ اگر آسمان سے آواز آتی کہ دنیا میں سب سے حقیر کون ہے؟ تو سب سے پہلے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں ہوں۔

ایک مرتبہ جبکہ احقر خیر المدارس میں پڑھتا تھا تو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا کہ طلباء سے الگ رہا کرو اور یہ خیال کرنا کہ جیسے بھنگی دوسرے لوگوں سے الگ رہتا ہے کہ اسکی گندگی سے اوروں کو تکلیف نہ پہنچے اسی طرح تم بھی الگ

علیہ سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ دیکھئے آپکے مرید ایسے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب لہجہ میں فرمایا کہ "جب سقاوہ میں ہی کچھ نہ ہو تو بدنے میں کیا آویگا" یعنی جس مشک میں سے لوٹے میں پانی ڈالنا ہے جب اس مشک میں کچھ نہ ہوگا تو لوٹے میں کیا آویگا۔ عجیب عنوان سے اپنی عاجزی کا اظہار فرمایا۔ سبحان اللہ اولیاء اللہ میں جتنی حق تعالیٰ کی معرفت بڑھتی چلی جاتی ہے تواضع بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس راستہ میں اول قدم بھی فناء ہے اور آخری کمال بھی فناء ہے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جس سالک نے تواضع حاصل نہ کی اس نے کچھ بھی حاصل نہ کیا۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ جب دو چار نفل پڑھ لیتے ہیں تو (ٹوپی ماتھے پر رکھ کر) فرمایا کہ ٹوپی یوں رکھ لیتے ہیں یعنی متکبرانہ طریق سے رکھ لیتے ہیں۔ غالباً حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ نقل فرمایا کہ "مجھے تکبر سے ایسی ہی نفرت ہے جیسی کفر سے نفرت ہے"۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد نیلا گنبد لاہور میں جمعہ کے دن وعظ فرمایا کرتے تھے جب

مکتوب نمبر ۶

حال: ایک عجیب واقعہ کل ہی ہوا، گھر میں ٹماٹر خریدنے کیلئے ایک ٹوکری والے کو دروازہ پر بلایا اور اس سے ٹماٹر لیکر ایک بچہ اندر لے گیا تا کہ ٹماٹر پسند کروا کر پیسے لائے میں تھوڑی دیر ٹوکری والے کے پاس بیٹھ کر اپنے کسی کام کے لئے بازار چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے ایک مسئلہ یاد آیا کہ تولنے والی چیزوں کے تبادلے کے لئے ایک شرط ضروری ہے جبکہ وہ ہم جنس نہ ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ دونوں چیزیں ایک ہی مجلس میں ایک دوسرے کو پہنچا دینی چاہئیں ورنہ سود کا معاملہ ہو جائے گا۔ اس مسئلہ کے یاد آنے پر میں بہت غمگین اور پریشان ہو گیا کہ اب سب گھر والے سود کی چیز کھائیں گے اور اگر میں انہیں کچھ سمجھانا چاہوں گا تو ضد کریں گے اور عین ممکن ہے کہ کوئی بات شریعت کی گستاخی کی کردیں۔ ظہر سے مغرب تک میں اس پریشانی میں رہا اور سوچتا رہا کہ کس طرح گھر والوں کو حرام کھانے سے رکوں، آخر میں نے اُتنے ہی ٹماٹر چپکے سے منگائے اور چاہا کہ ان کو چپکے سے ان کی جگہ رکھ دیا جائے مگر یہ مشکل حل نہ ہوئی کہ پہلے ٹماٹروں کا کیا کیا جائے، اس پریشانی ہی کی وجہ سے مغرب کی نماز بھی توجہ سے ادا نہ ہو سکی مگر اللہ تعالیٰ نے جلد ہی میری حالتِ قبض کو حالتِ بسط سے بدل دیا۔ بھائی اختر صاحب سے جب میں نے اپنی تجویز کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ میرے بازار جانے کے بعد وہ ٹماٹر واپس کر دیئے گئے تھے اور بازار سے نئے ٹماٹر منگائے گئے تھے۔ الحمد للہ۔

ارشاد: میسید ہدیہ زداں مراد متقین (کہ حق تعالیٰ متقیوں کی مراد غیب سے پوری فرماتے ہیں)۔

حال: اکثر میں اپنے آپ کو جنتی گمان کرنے لگ جاتا ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے۔ گو خاتمہ کا ڈر بہت رہتا ہے۔ یہ حالت محمود ہے یا مذموم؟ اگر مذموم ہے تو احقر اس کا کیا علاج کرے؟

ارشاد: محمود ہے جب ناز تک نہ پہنچے۔

حال: کبھی کبھی شہوت کا بہت غلبہ ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج حدیث میں لگاتار روزے ہیں۔ اتفاق سے رمضان شریف ہی آ گیا ہے امید ہے اس کی برکت سے اس میں کمی ہوگی۔ دعا بھی فرماویں۔

ارشاد: دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ میں نے والدین کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کئے ہیں۔ میں نے کبھی ان سے بدکلامی نہیں کی۔ توبہ توبہ ان پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور مباح کاموں میں کبھی بھی ان کی نافرمانی نہیں کی۔ البتہ اگر انہوں نے کوئی بات شریعت کے خلاف مجھے کہی ہے تو اسے ماننا میرے واسطے گناہ ہے۔ جیسا کہ آجکل وہ مجھ پر زور دے رہے ہیں کہ میں کالج کی بری صحبت میں رہ کر اور گندی تعلیم حاصل کر کے اپنے اخلاق بلکہ دین کو تباہ کر لوں۔ آپ ہی فرماویں کہ میں اس میں کیسے اندھوں کی طرح ان کی تابعداری کر کے اپنی عاقبت برباد کر لوں۔

ارشاد: بے شک

بقیہ صفحہ ۱۷ پر

قسط ۲

مسواک کے اوقاتِ مستحبہ

مولانا محمد طیب الیاس صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''مسواک کرنا سنت ہے پس جس وقت جی چاہے مسواک کرو'' (دیلمی) مگر بعض مواقع ایسے ہیں جن میں مسواک کا مستحب ہونا مؤکد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند مواقع و اوقات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں مسواک کرنا مستحب ہے: (۱) سونے سے پہلے (۲) بیدار ہونے کے بعد (رات میں ہو یا دن میں) (۳) کھانے سے پہلے (۴) کھانے کے بعد۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سونے سے پہلے اور بیدار ہونے کے بعد اور کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مسواک کیا کرتا تھا جب سے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم فرماتے ہوئے سنا۔ (مجمع الزوائد) (۵) تلاوتِ قرآن کے وقت۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں (اس لئے) ان کو مسواک کے ذریعے خوب صاف کیا کرو۔ (سنن ابن ماجہ) (۶) دانت زرد ہونے کے وقت۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آتے تھے آپ نے فرمایا تم میرے پاس آتے ہو اور تمہارے دانت زرد ہوتے ہیں۔ مسواک کیا کرو۔ (طبرانی) (۷) منہ میں بدبو پیدا ہو جانے کے وقت۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ دو آدمی اپنی کسی ضرورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اُن میں سے ایک نے آپ سے گفتگو کی تو لوگوں نے اس کے منہ سے بدبو کو محسوس کیا تو فرمایا کہ تم مسواک کیوں نہیں کرتے (تلخیص الحبیر) (۸) جمعہ کے دن۔ ایک بار جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو! اللہ تعالی نے اس دن کو تمہارے لئے عید بنایا ہے اس لئے غسل بھی کرو اور اگر خوشبو ہو تو خوشبو بھی لگاؤ اور (جمعہ کے دن) تم پر مسواک کرنا ضروری ہے (مؤطا امام محمد) ضروری سے مراد سنت ہے واجب نہیں (۹) تہجد کے لئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو منہ مبارک کو مسواک سے رگڑتے اور صاف فرماتے (بخاری و مسلم) (۱۰) تہجد کی رکعتوں کے درمیان۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر لوٹتے اور مسواک کا استعمال فرماتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ) (۱۱) سحری کے وقت یعنی رات کے آخری چھٹے حصے میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی اُمت پر (مشکل) شاق نہ سمجھتا تو میں ان کو سحری کے وقت مسواک کرنے کا ضرور حکم دیتا (اخرجہ ابو نعیم) (۱۲) گھر میں داخل ہوتے وقت۔ شریح بن ہانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کیا کام فرماتے تھے؟ فرمایا کہ مسواک (مسلم) (۱۳) گھر سے نکلتے وقت۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کیلئے گھر سے نکلتے وقت مسواک فرماتے تھے (طبرانی) (۱۴) موت سے پہلے۔ احادیث طیبہ میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں مسواک کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور آپ کے طلب کرنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں مسواک پیش کی۔ (۱۵) وضو کرتے وقت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کو لازم کردیتا۔ (طبرانی) (۱۶) نماز کے وقت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (بخاری)

فائدہ: نماز کے وقت مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر مسواک کرے پھر کلی کرے اور پھر مسجد میں جاکر نماز میں شریک ہو جائے۔ (۱۷) لوگوں کے درمیان جاتے وقت (۱۸) بیوی کے پاس جاتے وقت (۱۹) طویل سکوت (خاموشی) کے بعد (معارف السنن) (۲۰) زیادہ گفتگو کے بعد (معارف السنن) اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں اور مستحبات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ (امین ثم امین)

شکر کی حقیقت

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے شکر کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے کسی نعمت کو گناہوں میں استعمال نہ کیا جائے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱۰/۲۶۸)

بقیہ ارشادات حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ شیخ کامل کی پہچان یہ ہے کہ شریعت کا پورا متبع ہو بدعت و شرک سے محفوظ ہو۔ کوئی جہل کی بات نہ کرتا ہو۔ اس کی صحبت میں بیٹھنے کا یہ اثر ہو کہ دنیا کی محبت گھٹتی جائے اور حق تعالیٰ کی محبت بڑھتی جائے اور جو مرض باطنی (تکبر، حسد وغیرہ) بیان کرے اس کو توجہ سے سن کر اس کا علاج تجویز کرے اور جو علاج تجویز کرے اس علاج سے دم بدم نفع ہوتا چلا جائے اور اس کے اتباع کی بدولت روز بروز حالت درست ہوتی جائے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

احقر عرض کرتا ہے کہ گناہ گار کو نہ موت آتی ہے نہ حیات شاکر کی پاتا ہے لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی کی زندگی (نہ زندہ نہ مردہ) جو دوزخیوں کی ہوتی ہے وہی دنیا ہی میں اس کی ہوجاتی ہے۔ اعمال دوزخ سے زندگی دوزخی کے مثل بنا اور اعمال جنت سے دنیا ہی میں زندگی کا پرسکون ہونا یعنی عقل اور تجربہ کے ذریعہ مانا ہوا ہے۔ حضرت جناب مجذوبؒ فرماتے ہیں۔

اُف کتنا ہے تاریک گناہگار کا عالم
انوار سے معمور رہے ابرار کا عالم

اور نص قطعی سے قرآن میں اس بات کا اعلان فرمادیا کہ نیک بندوں کو حیٰوۃً طَیِّبَۃً (بالطف زندگی) عطا ہوتی ہے اور نافرمانوں کو مَعِیْشَۃً ضَنْکًا (تلخ زندگی) ملتی ہے۔

آپ حضرات دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ ہمیں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات پر صحیح معنیٰ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

مولانا محمد عمر

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فراغت طعام پر یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَشْبَعْتَ وَاَرْوَيْتَ فَهَنِّئْنَا وَرَزَقْتَنَا فَاَكْثَرْتَ وَاَطَبْتَ فَزِدْنَا **۔ترجمہ:** اے اللہ تعالیٰ! تو نے ہمیں رزق دیا، خوب دیا، اچھا دیا اس میں زیادتی فرما۔ (الدعاء المسنون)

فائدہ: صاحب مواہب کہتے ہیں کہ کھانے کے لئے اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر نشست کرے (یعنی زمین پر اکڑوں بیٹھنا) یا اس طرح کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرکے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے (مدارج النبوۃ)

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس میں لکھا ہے کہ احادیث میں کھانا کھانے کے تین انداز بتائے ہیں:

(۱) **اکڑوں بیٹھنا** اس طریقے سے بیٹھ کر کھانے سے بقدر ضرورت ہی کھانا معدے میں جاتا ہے اور بلا ضرورت کھانا معدے میں نہیں جاتا اور جتنا کم کھانا معدے میں جائے اتنے ہی کم امراض پیدا ہوں گے۔

(۲) **ایک زانو بیٹھنا** اس طریقے سے بیٹھ کر کھانے سے کھانا معمول سے کچھ زیادہ معدے میں جائے گا۔ اور اس انداز سے بیٹھ کر کھانا کھانے والا تلی کے امراض سے محفوظ رہے گا اور اس کی رانوں کے اعصاب مضبوط رہیں گے

(۳) **دوزانوں بیٹھنا** اس طریقہ سے کھانا کھانے سے کچھ زیادہ کھایا جائے گا۔ یہ طریقہ صرف ان لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہے جو سخت محنت کرتے ہیں، زیادہ پیدل چلتے ہیں اور ورزشی مزاج ہیں۔ (از حکیم طارق چغتائی)

میں نے کوریا کے سفر میں وہاں کے بعض لوگوں کو اکڑوں، یک زانو اور دوزانو بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں تو بھی اس انداز سے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے یہ طریقے کیسے اور کیوں اپنائے ہیں؟ کہنے لگے کہ ریسرچ ہوئی ہے کہ اس وقت موٹاپا جان لیوا مرض ہے اس کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے صرف یہی طریقے ہیں۔ جب میں نے انہیں بتلایا کہ یہ انداز اور طریقے تو اسلام نے صدیوں پہلے اپنے پیروکاروں یعنی مسلمانوں کو بتائے ہیں.....تو وہ حیران ہوئے ......اور کہا کہ پھر آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتلایا.....؟ (بحوالہ دلیس کہانی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَبْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ **۔ترجمہ** اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر بدل عطا فرما۔

> حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم بخاری شریف (جلد اول) اور ابوداؤد شریف کے اختتام پر ہر سال دورہ حدیث شریف کے طلبہ کو الوداعی نصائح بیان فرماتے ہیں۔ چونکہ تعلیمی سال پورا ہونے والا ہے لہٰذا اس شمارہ میں ان نصائح کی تلخیص پیش خدمت ہے۔

(۱) **فضولیات سے بچیں** حدیث شریف میں آتا ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ (ترمذی) کہ لوگوں کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ فضول کام کو چھوڑ دیں۔ تو میری پہلی نصیحت آپ حضرات کو یہ ہے کہ وقت ضائع نہ کریں کیونکہ یہ وقت، اس کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے مرنے کے بعد پھر نہیں ملے گا۔ اب موقع ہے کہ آپ نیکی کر لیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے میرے شیخ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت کی تھی کہ دیکھو! وقت ضائع نہ کرنا۔ میں نے اس وصیت کو لے باندھ لیا تو اللہ تعالیٰ کی بہت مہربانی ہوئی اور زندگی میں بہت سا کام دین کے کرنے کی توفیق ہوگئی۔ اس لئے یاد رکھیں اگر آپ دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، نیکی کرنا چاہتے ہیں تو اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ وقت کسی فضول کام میں ضائع نہ ہو۔

(۲) **موت کو یاد رکھیں** حدیث شریف میں آتا ہے کہ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ (ابن ماجہ) کہ دیکھو! غلط خواہشات کو مٹانے والی موت کی یاد ہے اس کا ذکر زیادہ کیا کرو۔ جس سے گناہ نہ چھوٹتے ہوں اس کا علاج یہ مراقبہ سکھایا ہے ہمارے آقا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے موت کو یاد کرے کہ میں مر گیا ہوں قبر میں دفن ہو گیا، فرشتے منکر نکیر آئے ہیں سوال کر رہے ہیں کہ یہ کیوں کیا؟ یہ کیوں کیا؟ پھر قیامت کا دن ہے اس میں سوالات ہو رہے ہیں، نامۂ اعمال تقسیم ہو رہے ہیں۔ روزانہ دس منٹ یہ مراقبہ کرنے سے چند دنوں میں اس سے گناہ چھوٹنا شروع ہو جائیں گے۔

(۳) **اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھیں** حدیث شریف میں آتا ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (بخاری) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کرو کہ گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر تم نہیں بھی دیکھ رہے تو وہ تو تم کو دیکھ رہے ہیں، اس کا لحاظ رکھیں۔ ایک بزرگ کے پاس چند حضرات اصلاح کے لئے رہنے آئے۔ ان کو مراقبہ تلقین فرمایا کہ چالیس دن رات یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے جب چالیس دن اس پر عمل کیا تو ان بزرگ نے ان سے امتحان لیا کہ ہر ایک کو ایک ایک کبوتر اور ایک ایک چھری دی کہ اس کو چھپ کر ذبح کر لاؤ۔ سب ذبح کر کے لے آئے، کوئی دیوار کے پیچھے کوئی جھاڑی کے پیچھے، کوئی

کمرے کے اندر۔ ان میں سے ایک زندہ لے آیا۔ اس سے ان بزرگ نے فرمایا کہ یہ چھوٹا کام بھی تم سے نہیں ہوسکا؟ کیوں ذبح نہیں کیا؟ عرض کیا کہ حضرت! آپ نے یہ شرط بھی تو لگائی تھی کہ چھپ کر ذبح کرنا، مجھے چھپنے کی جگہ نہ ملی، جہاں جاتا ہوں اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ میں چھپ نہیں سکا اس لئے ذبح بھی نہیں کرسکا۔ فرمایا تم کامیاب باقی سب فیل۔ تو یہ تصور بھی ہمیں گناہوں سے روکتا ہے، نیکی کی تلقین کرتا ہے کہ یہ پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ حیا کا اونچا مقام یہ ہے کہ یہ بات پختہ ہوجائے کہ اِنَّ مَوْلَاکَ یَرَاکَ حَیْثُ نَهَاکَ کہ جہاں منع کیا ہے کہ مت جاؤ تم وہاں جارہے ہو، اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ یہ بات اگر پختہ ہوجائے تو سمجھیں گے کہ حیا کا اونچا مقام حاصل ہے۔

(۴) نیت ہمیشہ اچھی رکھیں گناہوں سے بچیں، عبادات یا جائز کام کریں اور اس جائز کام میں عبادت کی تیاری کی نیت کرلیں تو جائز کام بھی عبادت میں داخل ہوجائیں گے اور اس طرح چوبیس گھنٹے عبادت میں گزریں گے مثلاً سوئے اس نیت سے کہ تھکاوٹ دور ہو اور اٹھ کر کوئی عبادت کرسکوں۔ ملازمت اس نیت سے کرے کہ کوئی خرچہ مل جائے اور اپنے آپ پر اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کروں تاکہ یکسوئی سے عبادت کرسکوں۔ ہر جائز کام میں اچھی نیت ہوسکتی ہے اس لئے ثواب بڑھانے کا یہ عمدہ طریقہ اس حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے ثابت ہے کہ نیت اچھی ہوگی تو عمل ضائع نہیں ہوگا بلکہ ثواب ملے گا۔

(۵) ہر وقت ذکر کرتے رہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا بِذِکْرِ اللّٰہِ (مسند احمد) کہ اے میرے مخاطب (ہم سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب ہیں) تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر پڑھنا کیا مشکل ہے۔ یہ پانچ نصیحتیں تو وہ ہیں کہ جن کا تعلق ہر شخص سے ہے اور اب پانچ نصیحتیں ایسی ہیں کہ جن کا زیادہ تعلق طلبہ سے ہے۔

(۱) استعداد اور استغناء پیدا کریں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء میں اگر استعداد اور استغناء ہو تو یہ بادشاہ ہیں۔ استعداد پہلے اچھی نہ بنائی ہو تو فارغ ہوتے ہی تدریس میں لگ جائے، چھوٹی بڑی سب کتابیں پڑھائے تاکہ استعداد اچھی ہوجائے۔ یہی زمانہ ہوتا ہے استعداد اچھی کرنے کا، بڑھاپے میں پھر کیسے اچھی کرے گا؟

(۲) حب مال وجاہ سے بچیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے اگر ایک گلہ میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا یہ دو چیزیں کرتی ہیں یعنی حب مال اور حب جاہ۔ مال اور نام کی محبت انسان کو ہلاک کردیتی ہے۔ اگر کوئی ایک جگہ پڑھا رہا ہو، تین ہزار روپے تنخواہ مل رہی ہو گزارہ ہو رہا ہو اور کوئی آجائے اور کہے کہ آپ ہمارے مدرسے آجائیں ہم آپ کو چار ہزار روپے دیں گے۔ اب اگر یہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس کا مقصد مال ہے، دین کی خدمت نہیں اور اگر نہیں جاتا تو یہ علامت ہوگی اس بات کی کہ اس کا مقصد دین کی خدمت ہے۔ اسی طرح نام کی محبت کہ دیکھتا رہے کہ میرا نام اشتہار میں کہاں لکھا ہے۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ کچھ بھی نہیں

خالی ڈھول ہے۔مال اورنام کی محبت نہ ہونی چاہیے۔

(۳) اصلاحی تعلق قائم کریں اگر طالب علمی میں اخلاق کی اصلاح شروع نہ کی ہو تو اب یہ سنہری موقعہ ہے کہ فارغ ہوتے ہی کسی زندہ بزرگ سے جس سے طبیعت ملتی ہو تعلق قائم کرلیں ان کو اپنا پیر بنائیں اور ان سے اپنے اخلاق کی اصلاح کریں۔ جب تک اخلاق کی اصلاح نہ ہو دین مکمل نہیں ہوتا اور عادۃً شیخ کے بغیر اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی۔ ممکن عقلی تو ہے لیکن عادۃً نہیں ہوتی۔ شیخ برے اخلاق دل سے نکال کر اچھے اخلاق دل میں بھر دیتا ہے۔ اچھے اخلاق میں بھی فرض، واجب اور مستحب کا درجہ ہوتا ہے۔ تو کم از کم ضروری درجہ تو حاصل کرنا واجب ہے۔

(۴) ہم مسلک علماء سے رابطہ رکھیں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی رحمت سے صحیح مسلک عطا فرمایا ہے۔ علماء دیوبند کا مسلک اس پورے زمانے میں صحیح ترین مسلک ہے۔ صحیح مسلک وہ ہوتا ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو اور الحمدللہ مسلک دیوبند قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ہمیں اس میں داخل فرمایا ہے اس کو باقی رکھنے کیلئے تدبیر یہ ہے کہ اپنے علاقے کے دیوبندی علماء سے رابطہ رکھے۔ خصوصاً اپنے اساتذہ سے رابطہ رکھنے سے مسلک مضبوط رہے گا۔ اگر الگ رہیں گے تو خطرہ رہے گا کہ شیطان آپ کو غلطیوں میں نہ ڈال دے۔

(۵) دینی خدمت میں مشغول رہیں

فارغ ہونے کے بعد دین کی کسی نہ کسی خدمت میں ضرور مشغول ہوجائیں، چاہے چھوٹی خدمت ہی ہو۔ "کریما" اور "نامہ حق" پڑھانے کا ہی موقع مل جائے یا کسی مسجد میں اذان یا امامت یا خطابت کا موقع مل جائے تو اس موقع کو ضائع نہ کریں۔ غنیمت سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کی خدمت کا موقع دے دیا۔ جیسے آپ محنت کرتے رہیں گے ترقی بھی ہوتی رہے گی۔ یہ نہ سوچیں کہ ہمیں اگر جامعہ اشرفیہ کا شیخ الحدیث بنائیں گے تو ہم پڑھائیں گے ورنہ نہیں پڑھاتے۔ میرے نزدیک اگر ایک طرف اذان کی جگہ مل رہی ہو اور دوسری طرف آپ کو لاہور کا ڈپٹی کمشنر کا عہدہ پیش ہو تو اذان کی جگہ ڈپٹی کمشنر سے ہزار درجہ اونچی ہے اور تدریس کی صدر کے عہدے سے اونچی ہے اور دینی کاموں میں افتاء اور اصلاح کا کام جو سب سے اونچا ہوتا ہے یہ تو پھر پوری دنیا کی صدارت سے اونچا ہے۔ حقیقت میں تو دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کے مقابلہ میں دنیا کے بڑے سے بڑے عہدے کی کوئی حیثیت نہیں یہ تو سمجھانے کو اس طرح بیان کیا۔ اب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

بقیہ احسن المکاتیب

حال: ایک دفعہ میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ آپ یہی تو چاہتے ہیں کہ میں آپ کے حقوق صحیح طرح سے ادا کردوں اور یہ بات کالج میں داخل ہونے کی بجائے مدرسہ میں داخل ہونے اور علم دین حاصل کرنے سے احسن طریق پر ہوسکتی ہے اور میں نے یہ بھی ان سے عرض کردیا تھا کہ میں اپنی اصلاح اسی واسطے کرنا چاہتا ہوں کہ شریعت کا پابند ہوجاؤں اور سب کے حقوق صحیح طریق سے ادا کرسکوں۔

ارشاد: ہر ہر جملے سے دل خوش ہوا۔

نیت عمل سے بہتر ہے

شفقت اللہ صاحب
متعلم درجہ رابعہ
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

ایک حدیث میں ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ خیر کی نیت پر تو بہر حال ثواب ملتا ہے گو عمل نہ بھی ہو۔ لیکن عمل خیر پر بلا نیت ثواب نہیں ملتا۔

بعض نے یہ فرمایا کہ نیت میں طول ہوتا ہے جو عمل میں نہیں۔ مثلاً کوئی نیت کرتا ہے کہ مدت العمری (پوری عمر) فلاں نیکی کروں گا مگر وہ اسے نباہ نہیں سکتا۔

بعض یوں فرماتے ہیں کہ چونکہ نیت قلب کا عمل ہے اور قلب معرفت کا مرکز ہے اور جو چیز معرفت کے مرکز سے صادر ہو وہ افضل ہوتی ہے

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ آئے گا جس کے پاس بڑے بڑے پہاڑوں جیسے نیکیوں کے ڈھیر ہوں گے اور ایک پکارنے والا پکارے گا کہ فلاں شخص کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو تو آ کر لے جائے۔ لوگ آ آ کر اس کی نیکیوں سے اپنا حق وصول کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اس کے پاس کوئی بھی نیکی نہ رہے گی۔ اور وہ شخص حیرانگی کے عالم میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پاس تیرا ایسا خزانہ موجود ہے جسے میں نے نہ فرشتوں پر ظاہر کیا ہے اور نہ مخلوق میں سے کسی اور پر۔ عرض کرے گا یا اللہ وہ کیا ہے؟ ارشاد ہوگا تیری وہ نیت جو بھلائی کیلئے رکھتا تھا میں نے اسے ستر گنا کر کے لکھا ہوا ہے

روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ایک ٹیلے پر سے گذرا اس کے جی میں آئی کہ اگر یہ ٹیلہ ریت کے بجائے آٹے کا ہوتا میں بنی اسرائیل کو پیٹ بھر کر کھلا دیتا کہ وہ بھوک سے مر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی پر وحی بھیجی کہ اس عابد کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے اتنا اجر لکھ دیا ہے جتنا کہ اس ٹیلے کی مقدار آٹا صدقہ کرنے سے تجھے ملتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک بندہ قیامت کو حاضر ہوگا۔ نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ جس میں حج، عمرہ، جہاد، زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ اعمال ہوں گے۔ یہ اپنے دل میں کہے گا کہ میں نے تو ان اعمال میں سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ تو میرے اعمال نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لے پڑھو یہ تیرا ہی ہے اعمال نامہ ہے۔ تو عمر بھر اس کی تمنا میں رہا کہ اے کاش میرے پاس مال ہوتا تو حج کرتا۔ اے کاش مال ہوتا تو میں جہاد کرتا۔ اور میں خوب جانتا تھا کہ تو سچے دل سے یہ کہتا تھا۔ لہذا میں نے ان تمام اعمال کا ثواب تجھے عطا کر دیا۔ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ اور منافق کا عمل اس کی نیت سے اچھا ہے۔ اور ہر کسی کے عمل کا تعلق اس کی نیت سے ہی ہوتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شاکلتہ سے نیت مراد ہے۔ یعنی جیسی نیت ہوگی ویسا عمل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیت کی درستگی کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین ثم آمین (تنبیہ الغافلین ص: ۵۰۴)

حالات واعظ خوش بیاں شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبداللہ شیرازی صاحب

بے حرم

دنیا میں بہت سے انسان آئے لیکن دنیا سے جانے کے بعد دنیا میں ان کا نام نہ رہا۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ للہ ان خوش نصیب انسانوں میں سے ایک ہیں کہ دنیا سے جانے کے بعد ان پر صدیاں گزر گئی ہیں لیکن ان کا نام تاریخ کے صفحات میں آج تک موجود ہے۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ جب ان کا نام زبان پر آ جائے تو مسلمان خوشی سے جھوم جاتے ہیں۔ شیخ سعدی پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے علوم ومعارف کا دروازہ کھول دیا تھا اور ان سے علوم نبوت کے چشمے پھوٹ گئے تھے۔ اور یوں ان کا فیض آج بھی چارسو عالم میں جاری وساری ہے۔ ایسے خوش قسمت انسان بہت کم ہیں ان کے فوت ہو جانے کے بعد ان کے یادگار کارنامے دنیا کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ للہ علیہ کے **والد** ماجد عبداللہ رحمہ للہ بڑے دیندار آدمی تھے انہوں نے بچپن ہی سے حضرت سعدی کی خوب تربیت کی تھی۔ شیخ سعدی اپنی کتاب بوستان میں اپنی تربیت کا **ایک واقعہ** لکھتے ہیں کہ بچپن میں مجھے عبادت وریاضت کا بڑا شوق تھا اور میں تہجد، قرآن پاک کی تلاوت اور نوافل کا بڑا حریص (شوقین) تھا چنانچہ ایک مرتبہ میں رات کو اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور پوری رات میں نے نوافل وتلاوت میں گزاردی اور درویشوں کی ایک جماعت ہمارے قریب سوری تھی تو میں نے **والد** صاحب سے کہا کہ ان میں سے کوئی اٹھ کر دو رکعت تہجد پڑھنے کی توفیق نہیں رکھتا۔ یہ درویش تو ایسی غفلت میں پڑے ہیں جیسے مردے ہوں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر **والد** صاحب نے مجھے ڈانٹ کر کہا۔ میری جان اگر تو بھی سو جاتا تو یہ بہتر ہوتا اس سے کہ تو اپنی عبادت پر گھمنڈ کر کے دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے لیکن افسوس کہ والد کا سایہ شفقت شیخ سعدی رحمہ اللہ پر تا دیر قائم نہ رہا۔ **والد** صاحب کے انتقال کے بعد شیخ سعدی رحمہ للہ نے **والدہ** ماجدہ کے زیر سایہ رہ کر یتیمی کے ایام گزارے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ للہ علیہ نے اپنی زندگی میں **چار عظیم الشان کارنامے** سرانجام دیئے ہیں۔ (۱) تیس (۳۰) برس تعلیم حاصل کرنے میں صرف کیے۔ (۲) تیس (۳۰) برس سیر و سیاحت میں گزارے (۳) تیس (۳۰) سال تصنیف وتالیف (۴) تیس (۳۰) سال گوشہ نشینی میں صرف کیے۔ گوشہ نشینی میں خوب مجاہدے کیے جو عارفین کا خاص طریقہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا قرب بغیر مجاہدوں کے نہیں ملا کرتا۔ لیکن آج کل کے زمانے میں علماء و مشائخ مجاہدوں سے روکتے ہیں نیکی کرنے اور صرف گناہ سے بچنے پر توجہ دیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمہ للہ بچپن سے تصوف پسند اور درویش دوست اور قانع طبیعت واقع ہوئے تھے اور بچپن ہی سے والدہ ماجدہ کی تربیت کی وجہ سے ان پر زھد (ترک دنیا) غالب رہا ہے۔ حضرت شیخ نے **بقیہ صفحہ ۴۴ پر**

مخصوص اعمال جو مخصوص مصیبتوں سے نجات دلاتے ہیں

حافظ محمد الیاس رحیمی
جامعہ مسجد کالا دیو گوجرانوالہ

ابو عبداللہ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نوادر الاصول میں یہ بات ذکر کی ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اتنے میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے گذشتہ رات ایک عجیب منظر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے **ایک امتی** کو عذاب قبر نے گھیر رکھا ہے آخر اس کے وضو نے آ کر اسے چھڑا لیا۔ میں نے **ایک امتی** کو دیکھا کہ شیطان نے اسے وحشی بنا رکھا ہے لیکن ذکر اللہ نے آ کر اسے خلاصی دلوائی۔ میں نے **ایک امتی** کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا نماز نے آ کر اسے بچا لیا۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ پیاس کے مارے ہلاک ہو رہا ہے۔ جب پانی کے قریب جاتا ہے تو اسے دھکے لگتے ہیں اس کا روزہ آیا اس نے اسے پانی پلو لیا۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام حلقے باندھ کر بیٹھے ہیں یہ جس حلقے میں بھی جاتا ہے اسے حلقے والے اٹھا دیتے ہیں اس وقت اس کا غسلِ جنابت آیا اور اس نے ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بٹھا دیا۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ چاروں طرف سے اندھیرا گھیرے ہوئے ہے اس کا حج اور عمرہ آیا اور اس اندھیرے سے نکال کر نور میں پہنچا دیا۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ مؤمنوں سے کلام کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اس سے بولتے نہیں اسی وقت صلہ رحمی آئی اور اعلان کیا کہ اس سے بات کرو چنانچہ وہ بات کرنے لگے۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ وہ اپنے منہ سے آگ کے شعلے ہٹانے کو ہاتھ بڑھا رہا ہے لیکن ہاتھ اس کے منہ کی جانب نہیں بڑھتا اس کی خیرات آئی اور اس نے اس کو آگ کے شعلوں سے بچا لیا۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے ہر طرف سے قید کر رکھا ہے لیکن اس کا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا آیا اور عذاب کے فرشتوں سے چھڑا کر رحمت کے فرشتوں سے ملا دیا۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ حائل ہے اس کے اچھے اخلاق آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا آئے۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال بائیں طرف سے آ رہا ہے لیکن اس کے خوف خدا نے آ کر اسے دائیں طرف کر دیا۔ **ایک امتی** کو دیکھا کہ اسے اندھا کر دیا گیا ہے کہ جہنم میں ڈال دیا جائے اسی وقت اس کا خوف خدا سے رونا آیا اور ان آنسوؤں نے اسے بچا لیا (تفسیر ابن کثیر)

بُرے اخلاق کا مختصر علاج

فرمایا کہ اخلاق رذیلہ کا مختصر علاج یہ ہے کہ تامل و تحمل یعنی جو کام کرے سوچ کر کرے کہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اور جلدی نہ کرے بلکہ تحمل سے کام کیا کرے یا اطلاع و اتباع یعنی اپنے احوال و اعمال سے شیخ کو مطلع کرتا رہے اور اس کی تجویز پر عمل کرے اور وہ جو کچھ کہے اس پر اعتماد کرے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

کامل انسان بننے کا طریقہ نیک صحبت ہے

مولانا محمد شعیب صاحب
جامع مسجد فاطمہ، لاہور

عادۃ اللہ یہی ہے کہ بغیر نیک لوگوں کی صحبت کے انسان بنتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ”اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو“ اب سوال ہوتا ہے کہ تقویٰ کیسے حاصل ہو کیسے ڈریں تو ان (اللہ تعالیٰ) کی رحمت نے ڈرنے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ”اور سچوں کے ساتھ رہو“ یعنی ہماری معیت تب حاصل ہوگی جب ہمارے خاص بندوں کی معیت میں رہو گے تو مقبولین کی معیت کے صدقے میں ہم تم کو بھی اپنی معیت سے نواز دیں گے۔ سبحان اللہ۔ حضرت عارف رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا
گو نشیند با حضور اولیاء

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ہمنشینی چاہتا ہو تو اس سے کہہ دو کہ اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھے۔ اس حدیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ یہ حدیث قدسی ہے کہ میں ذاکر بندے کا ہمنشین ہوں اور اہل اللہ کا ظاہر اور باطن دونوں ذاکر ہوتے ہیں یعنی ان کے اعضاء بھی حق تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہوتے ہیں اور ان کا دل بھی ذکر سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ اکبر الہ آبادی کا مشہور شعر ہے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی تھوڑا سا وقت نیک لوگوں کی صحبت کا سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ پس اہل اللہ کی صحبت اور ہم نشینی بڑی نعمت ہے ان کے پاس بیٹھنے سے حق تعالیٰ کی رحمت اور قرب بہت نصیب ہوتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کس طرح انسان کامل بنے تھے۔ حضرات صحابہ کیسے بنے ان کے خطاب ہی کے اندر اس کا جواب ہے۔ صحابہ کا لفظ سن کر ذہن منتقل ہو جاتا ہے کہ ”صحبت یافتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“۔ ان افراد کو جو زمانہ جاہلیت میں وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ”اور یہ لوگ آپ کے آنے سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے“ کے مصداق تھے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ شرف اور عزت بخشی کہ قیامت تک کوئی ولی اللہ اور قطب بھی اس شرف صحابیت کو نہیں پا سکتا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل اللہ کی صحبت اور مجاہدہ یعنی گناہوں میں نفس کی اعانت (مدد) کی مخالفت کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ (امین یا رب العالمین)

ملفوظ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ تم پل صراط پار کرلو گے اللہ کے فضل سے۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اللہ کی رحمت سے لیکن تم جنت کے مرتبے اپنے اعمال کی بدولت پاؤ گے۔ (الزہد للھناد ج ۱/۱۹۸)

داڑھی کٹوانے سے کسی کا دل دکھتا ہے......؟

مفتی عبداللہ یاسر صاحب
دارالافتاء
جامعہ اشرفیہ لاہور

مرزا بیدل ہندوستان کے بڑے مشہور نعت گو فارسی شاعر گذرے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب ہندوستان کی علمی اور قومی زبان فارسی تھی۔ ان کے نعتیہ کلام کا چرچا ایران میں پہنچا، جب کسی کا کلام پسند آئے تو دل میں تمنا اٹھتی ہے کہ کسی طرح صاحب کلام سے ملاقات کی جائے۔ ایک شخص کو ان کے کلام نے متاثر کیا اور وہ موصوف مرزا بیدل کی ملاقات کی غرض سے ایران سے ہندوستان آئے۔ جب وہ مرزا صاحب موصوف کے محلے میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مرزا موصوف ایک حجام کی دکان پر تشریف فرما ہیں اور ڈاڑھی کٹوا رہے ہیں۔ آنے والے صاحب مرزا موصوف کو اس حال میں دیکھ کر بہت کبیدہ خاطر اور افسردہ ہوئے اور تاسف بھرے انداز میں کہنے لگے "آغا ریش مے تراشے؟" "مرزا صاحب کیا آپ ڈاڑھی منڈوا رہے ہیں؟" مرزا صاحب نے برجستہ جواب دیا "ولے دلے کسے نمے خراشم" "ہاں ہاں کسی کا دل تو نہیں دکھاتا ڈاڑھی ہی کاٹتا ہوں دل تو نہیں کاٹتا۔" ایرانی مسافر نے برجستہ کہا۔ "بلے دل رسول مے خراشی" "ہاں ہاں تو کسی کا دل نہیں دکھاتا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تو دکھا رہا ہے۔" ان کے اس جملے کا مرزا صاحب پر اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے آئندہ ڈاڑھی منڈوانا چھوڑ دیا۔

از دل خیزد بر دل ریزد

یعنی جو بات دل سے نکلتی ہے دل پر ہی اثر کرتی ہے

بقیہ: حالات شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلوک کے منازل طے کرنے کے لئے حضرت سہروردی رحمہ اللہ ہی کو کافی سمجھا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے سفر کئے لیکن آپ نے دوران سفر صبر کے دامن کو بڑی مضبوطی سے تھامے رکھا ویسے تو آپ جملہ اوصاف حسنہ سے متصف تھے مگر آپ پر قناعت کا رنگ سب سے نمایاں اور غالب رہا اور آپ نے کبھی بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے فقر وفاقہ کی شکایت نہیں کی۔ حضرت شیخ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جتنے سفر کیے وہ بے سرو سامانی کے عالم میں کیے ہیں "**گلستان**" میں حضرت شیخ نے اپنا ایک **واقعہ** لکھا ہے کہ میں نے زمانے کی سختیوں کا کبھی شکوہ نہ کیا تھا مگر ایک موقع پر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور بے صبری کا کلمہ منہ سے نکل گیا یہ وہ زمانہ تھا جب میرے پاؤں میں جوتے نہ تھے اور نہ خریدنے کی طاقت تھی اس پریشانی کے عالم میں غمگین ہو کر کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوا تو میں نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا جس کے سرے سے پاؤں ہی نہ تھے اس کو دیکھ کر مجھے کوئی شکوہ وشکایت نہ رہی اور اس پر میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں گر کر سجدہ شکر ادا کیا اور اپنے ننگے پاؤں کو غنیمت سمجھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صوفیاء کرام، علماء عظام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (امین)

فوائد نکاح

حافظ محمد رمضان صاحب خطیب باغ والی مسجد جمبر کلاں

﴿۱﴾ **نکاح:** اولاد کا ذریعہ ہے اور نکاح سے مقصود بھی یہی ہے کہ آدم علیہ السلام کی نسل باقی رہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا بھی اس کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ نکاح کرو اور اس کے ذریعے اولاد حاصل کرو کیونکہ میں تمہاری (کثرت کی) وجہ سے قیامت کے دن فخر کروں گا۔

﴿۲﴾ **فرزند صالح** (جس کا ذریعہ نکاح ہے) والدین کے مرنے کے بعد ان کے لئے جو دعا کرتا ہے اس دعا کی برکت سے والدین کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اولاد کی دعا مرحوم والدین کے حق میں نور کے طباقوں میں پیش کی جاتی ہے۔

﴿۳﴾ **نکاح** کی وجہ سے انسان شیطان کی آفات سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ انسان میں اگر تقویٰ ہو تو وہ اپنے اعضا کو بری حرکتوں سے بچا لے گا اور اپنی نگاہ کی بھی حفاظت کرے گا۔ لیکن اس کا دل وساوس سے محفوظ رہے یہ بہت مشکل ہے۔ ہاں! نکاح کی وجہ سے انسان قلبی وساوس سے بہت اچھی طرح محفوظ رہ سکتا ہے۔

﴿۴﴾ **نکاح** فراغت قلبی کا سبب ہے یعنی (دل) گھر کے جملہ امور کھانے پینے وغیرہ کی فکر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

﴿۵﴾ **نکاح** کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کو راحت اور طبیعت کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

فائدہ: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح کے پانچ فوائد ہیں (۱) شہوت کا کم ہونا (۲) گھر کے نظم کا درست ہونا (۳) کنبہ اور خاندان کا بڑھنا (۴) اہل و عیال کی خبر گیری میں نفس کا مجاہدہ (۵) نیک اولاد کا حاصل کرنا۔ **نیز** علامہ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الزوجة الصالحة ليست من الدنيا فانها تفرغك آخرة "نیک بیوی دنیا کا حصہ نہیں بلکہ سر اسر دین ہے کیونکہ وہ تجھے آخرت کے کاموں لئے فارغ کر دیتی ہے۔" اس کی حقیقت اہل دل اور وہ لوگ ہی جانتے ہیں جو اپنی دنیا کو بھی دین بنانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دنیا کے تمام امور آخرت کے لئے کرنے والا بنا دے (آمین ثم آمین) (آداب الصالحین)

چاک یا کچی پنسل سے اللہ کا نام لکھنا کیسا ہے؟

(۱)..... جائز ہے مگر یہ دھیان رکھیں کہ اس کے ذرات مٹاتے وقت ایسی جگہ جھاڑیں جہاں پاؤں نہ لگتے ہوں۔ (۲)..... گاڑی کے شیشے پر گرد و غبار ہوتا ہے بعض بچے وہاں کچھ انگلی سے لکھ دیتے وہاں اللہ کا نام ہو اسپنج یا کپڑے کے ساتھ بڑی احتیاط سے جھاڑیں۔ (۳)..... زمین پر اللہ کا نام یا آیت قرآنی لکھنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح ریت پر بھی نہ لکھنا چاہئے۔ (۴)..... قلم یا بال پوائنٹ وغیرہ سے لکھے ہوئے اللہ کے نام کو اگر کاٹنا پڑے تو بجائے کاٹا وغیرہ لگانے کے اس جگہ گول دائرہ لگا کر لکیر کھینچ کر اس پر کاٹا لگا دیں مثلاً اس طرح

(القھار)—×

(دلچسپ اہم دینی مسائل)

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

حافظ عبدالغفور
متعلم درجہ خامسہ جامعہ اشرفیہ، لاہور

آج کل عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی مسجد یا مدرسہ جس کا نام کسی نبی، صحابی یا ولی کے نام کی طرف منسوب ہو تو اس مسجد یا مدرسے کے نام کے ساتھ علیہ السلام یا کسی صحابی کے نام کی طرف منسوب ہو تو اس مسجد یا مدرسے کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور اگر کسی ولی کے نام کی طرف منسوب ہو تو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت مراد مسجد یا مدرسے کا نام لینا مقصود ہوتا ہے نہ کہ نبی یا صحابی یا ولی کا نام لینا مقصود ہوتا ہے۔

عقلاً دیکھا جائے تو بھی ایسا کرنا مناسب نہیں کیونکہ جب کسی شخص کا نام محمد، ابراہیم، ابوبکر، عمر وغیرہ ہو تو اس نام کے ساتھ ہم علیہ السلام، صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نہ کہتے ہیں اور نہ لکھتے ہیں۔ تو یہاں پر بھی ایسا نہیں لکھنا چاہیئے اس سے بڑھ کر یہ غلطی بھی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ صرف جیم (   ) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صاد (ص) اور صحابی کے نام کے ساتھ صرف (رض) اور ولی کے نام کے ساتھ (رح) لکھا جاتا ہے یہ سخت بے ادبی ہے۔ بلکہ پورا پورا جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ لکھنا چاہیئے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں اس طرح مختصر کر کے لکھنے کو نا جائز فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائیں (آمین)

یہ مضمون جامعہ عبداللہ بن عمر ہی کی آواز ہے۔ ادارہ اس مضمون کی مکمل تصدیق و تائید کے ساتھ احباب کو اس کی تاکید بھی کرتا ہے مثلاً عبداللہ بن عمر بے شک صحابی کے نام پر ہے مگر جب ہم عبداللہ بحیثیت صحابی نام لیں تو ضرور رضی اللہ عنہ پڑھیں۔ جب ادارہ کا نام لیں تو صرف نام ہی لینا چاہیئے۔ نیز دوسری بات کہ کبھی (   ) یا (رض) مختصر نہ لکھنے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ بھی بنتا ہے کہ اے اللہ میرے پاس وقت نہیں سیدھا خود ہی پڑھ لیں اور خود ہی قبول کر لیں۔ سخت بے ادبی ہے۔

لیٹنے کے مختلف طریقے

﴿۱﴾...... الٹا لیٹنا اہل جہنم کا کام ہے۔

﴿۲﴾...... بائیں کروٹ (ابتداء میں) لیٹنا کافروں کا طریقہ ہے۔

﴿۳﴾...... بالکل سیدھا ٹانگیں سیدھی یا چوڑی کر کے لیٹنا متکبروں کی عادت ہے۔

﴿۴﴾...... بہتر طریقہ یہ ہے کہ ابتدائی طور پر ٹانگیں اکٹھی کر کے سیدھا لیٹ کر یا ایک ٹانگ بالکل سیدھی کر کے پھر اس کو اٹھائے پھر دوسری سیدھی کر کے جب سونے لگے تو دائیں کروٹ مڑ کر ہاتھ منہ کے نیچے رکھ کر سوئے۔ نیند میں پھر جدھر مرضی رخ ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے

(از دلچسپ اہم دینی مسائل)

علم کی فضیلت

ساجد الرحمٰن صاحب
جامعہ عبداللہ بن عمر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دین میں بصیرت حاصل کرنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اور ایک فقیہہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے، ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اہل بصرہ میں اہم مذاکرہ ہونے لگا۔ بعض نے کہا علم مال سے افضل ہے۔ اور بعض نے کہا مال کو علم سے بہتر بتایا بالآخر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا اور فیصلہ چاہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم افضل ہے۔ قاصد بولا اگر ان لوگوں نے دلیل مانگی تو کیا کہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہہ دینا کہ

پہلی دلیل یہ ہے کہ علم انبیا علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعونوں کی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی خود تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کی دولت اپنے محبوب بندوں کو ہی دیتا ہے۔ اور مال اپنے محبوب بندوں کو بھی دیتا ہے اور غیر محبوب بندوں کو بھی۔ بلکہ جن سے محبت نہیں ہوتی انہیں مال بہت دیتا ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ اور مال ہوتا ہے۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ مالدار مر جاتا ہے تو اسکا تذکرہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور عالم فوت ہو جاتا ہے تو اس کا تذکرہ باقی رہتا ہے۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ مال والا مر جاتا ہے اور صاحب علم زندہ وجاوید رہتا ہے۔

ساتویں دلیل یہ ہے کہ مال والے سے ایک ایک درہم کا سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں پر لگایا اور علم والے کو ایک ایک حدیث پر جنت میں درجے ملے گا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ روئے زمین پر تین عمل سب سے بڑھ کر ہیں (۱) علم حاصل کرنا (۲) جہاد کرنا (۳) حلال رزق کھانا۔ اسی لئے طالب علم اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے اور نمازی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور رزقِ حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین) (ماخوذ از تنبیہ الغافلین)

دوستی کا اصل معیار

”اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں“ (سورۃ توبہ)۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اس آیت میں دوستی اور رفاقت کا اصل معیار یہ بتایا گیا ہے کہ ایک دوسرے کو نیک کام کی ترغیب دلائیں اور بُرائی پر روک ٹوک کریں لیکن آجکل ایسے لوگوں کو پسند نہیں کیا جاتا۔ (کشکول معرفت ص ۱۳۱)

اسراء اور معراج

ابو ناجیہ، لاہور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مخصوص سفر و سیر کا نام اسراء و معراج ہے۔ اس سفر کا پہلا زمینی حصہ جو مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک ہے اس کا نام اسراء اور مسجد اقصیٰ سے عالم بالا کی آخری منزل تک کے سفر کا نام معراج ہے۔ اس سفر کا پہلا حصہ سورۃ بنی اسرائیل کے اول میں اور دوسرا حصہ سورۃ نجم کے اول میں مذکور ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات احادیث طیبہ میں مذکور ہیں۔ واقعہ معراج کو ۴۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

معراج کا وقوع کب ہوا؟ مختار قول یہ ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ تاریخ ۲۷ رجب اور پیر کی رات تھی۔ جبکہ دیگر قول یہ ہیں ربیع الاول، ربیع الآخر، رمضان، شوال میں یہ واقعہ پیش آیا۔ یہ سفر جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں پیش آیا یہ عقیدہ ہے۔ سفر کی تیاری امّ ہانی رضی اللہ عنہا (ہمشیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے گھر سے ہوئی جو شعب ابی طالب میں واقع تھا۔ نبی علیہ السلام اس گھر میں رہائش پذیر تھے۔ اور باقاعدہ سفر مسجد الحرام سے شروع ہوا۔ بُراق سواری تھی جس پر یہ سفر ہوا۔ یہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا بہت تیز رفتار تھا جدھر نگاہ پڑتی ادھر اس کا قدم پڑتا۔ پہلے آپ اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے اور اس مقام پر اترے جہاں آج باب محمد ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اکرام کے لئے انبیاء سابقین کو یہاں جمع فرما دیا تھا۔ یہاں آپ نے انبیاء کی امامت فرمائی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام ایک برتن میں شرب ایک میں دودھ لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو لیا اس پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ پھر یہاں سے آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام سے ملاقات کی۔ سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے چیزیں زمین پر اترتی اور زمین سے اوپر چڑھ کر وہاں تک پہنچتی ہیں۔ اس مقام سے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ نہ جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کا گذر ہوا اور نہ کسی نبی مرسل کا۔ چار نہروں کا مشاہدہ کیا۔ اس سفر میں آپ کو تین تحفے ملے (۱) پانچ نمازیں (۲) سورۃ بقرہ کی آخری آیات (آمن الرسول سے لے کر آخر تک) (۳) اس قانون کا اعلان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے بڑے بڑے گناہ بخش دیئے جائیں گے جو شرک نہ کرتے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہ رہیں گے بلکہ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہو جائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا ہو جائے گا جبکہ کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور راجح قول کے مطابق آپ نے اپنی آنکھوں سے رب تعالیٰ کا دیدار فرمایا۔ چند گناہ گاروں کو عذاب ہو رہا تھا وہ بھی آپ نے ملاحظہ کیا جنت جہنم کو دیکھا۔

سفر معراج کا مقصد جس طرح بادشاہ اپنے عاملین میں سے خاص اعتماد والوں کو اپنے اندرونی نظام سے مطلع کرتا ہے۔ یہی حال زمین و آسمان کے خالق کا ہے کہ وہ اپنے خاص پیغمبروں کو اپنے اندرونی نظام حکمرانی کا مشاہدہ کراتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین ۔ اما بعد

کسب حلال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ فرض عبادات کی بجا آوری کے بعد حلال طریقہ سے رزق کمانا سب سے اہم فریضہ ہے (مشکوۃ) نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کی حرام مال کی کمائی میں سے نہ صدقہ قبول کیا جاتا ہے نہ اس کے خرچ میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرام مال چھوڑ کر مرتا ہے وہ مال اس کے جہنم کا زاد راہ ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ برائی کے ذریعے برائی کو نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعے مٹاتا ہے کیونکہ خبیث خبیث کو نہیں مٹا سکتا (بخاری و مسلم)

حلال کھانوں کی برکات حلال کھانوں کی بڑی برکات ہیں ۔ (۱) حلال کھانے سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور برے اخلاق سے نفرت ہوتی ہے (۲) اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے (۳) عبادت میں دل لگتا ہے (۴) گناہ سے دل گھبراتا ہے (۵) دل میں نور اور معرفت پیدا ہوتی ہے (۶) دعا قبول ہوتی ہے (۷) کمائی میں برکت ہوتی ہے (۸) اولاد پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور وہ نیک ہوتی ہے ۔ (۹) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی رضا ملتی ہے ۔ (۱۰) جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات ملتی ہے ۔

حرام کھانوں کے نقصانات (۱) حرام کھانے سے اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ملتی (۲) اگر اچھے اعمال کر بھی لے تو حلاوت نصیب نہیں ہوتی (۳) اعمال قبول نہیں ہوتے (۴) مال میں برکت نہیں ہوتی (۵) دعا قبول نہیں ہوتی (۶) حرام کھانے سے برے اعمال کا داعیہ پیدا ہوتا ہے (۷) اولاد پر بہت برا اثر پڑتا ہے (۸) حرام جس راستے سے آتا ہے اسی راستے سے نکل جاتا ہے (۹) حرام کھانے والا جنت میں نہ جائے گا (۱۰) حرام سے پلنے والے گوشت کے لئے جہنم ہی لائق ہے (۱۱) حرام کھانے والے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ناراض ہوتے ہیں ۔

سود خور کی پانچ سزائیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سود خور کے لئے پانچ سزاؤں کا تذکرہ فرمایا ہے

(۱) پہلی سزا یہ ہے کہ قیامت کے دن حواس باختہ ہو کر اٹھے گا ۔

(۲) دوسری سزا یہ ہے کہ سود خور کا مال (حقیقت میں) گھٹتا ہے (بڑھتا نہیں)

(۳) تیسری سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کا اس سے اعلان جنگ ہے ۔

(۴) چوتھی سزا یہ ہے کہ سود خوری اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے ۔ (۵) پانچویں سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دیا جاتا ہے (اگر سود کا لین دین حلال سمجھ کر کرتا ہے) یہ سزائیں سود کے انتہائی طور پر حرام ہونے کی دلیل ہیں ۔

عورتیں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ نامحرم آپ کے جسم کے کسی حصے کو نہ دیکھ سکے۔ آپ کا جسم آپ کا ایک ایک بال اللہ تعالیٰ نے آپ کو امانت کے طور پر دیا ہے لہٰذا اس امانت کی حفاظت کریں اور ہر نامحرم مرد چاہے وہ دیور ہو یا خالہ یا ماموں زاد ہو یا کوئی نوکر ہو (یا کوئی ایسا مرد ہو جس سے اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے) اس سے اپنے جسم کو چھپائے رکھیں اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں اگر مجبوری کے تحت گھر سے باہر جانا بھی ہو تو برقعہ پہن کر نکلیں کیونکہ اگر آپ نے اپنا چہرہ کھلا رکھا اور بغیر برقعہ کے باہر نکلیں تو آپ کو دس آدمیوں نے دیکھا تو گویا آپ کی وجہ سے بیس آنکھیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئیں لہٰذا آپ کبھی بھی گھر سے بن ٹھن کے نکل کر اپنا حسن غیروں کو نہ دکھائیں خصوصاً جب سسرال جائیں تو پورے پردے کے ساتھ جائیں۔ بعض جگہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا ایک رواج یہ بھی ہے کہ عورت اپنے دیور، جیٹھ یا اپنے شوہر کے چچا اور ماموں یا دیگر نامحرموں سے مصافحہ کرتی ہیں آپ اس سے خود بھی بچیں اور ان کو بھی سمجھائیں کہ ناجائز کام میں کبھی بھی نہیں کروں گی جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کیونکہ میں جہنم کی آگ میں جلنے کی طاقت نہیں رکھتی اس لئے بہتر یہی ہے کہ منگنی سے پہلے ہی لڑکی شرط لگادے کہ کوئی ایسا کام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کے خلاف ہو اس پر مجھے مجبور نہ کیا جائے۔

خواتین کے حج کے متعلق پانچ اہم مسائل

(۱) بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں چاہے وہ سفر حج ہی کا کیوں نہ ہو (۲) اگر بغیر محرم کے کسی عورت نے سفر کرلیا خواہ دوسرے کسی مرد یا عورت کے ساتھ کیا یا تنہا کیا تو فرض حج اس کا ہو جائے گا مگر اس کے بغیر محرم سفر کا گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ حج کی قبولیت کا معاملہ سپرد خدا ہے۔

(۳) اگر عورت پر حج فرض ہوا اور اس نے محرم نہ ملنے یا محرم کے ساتھ نہ جانے کی وجہ سے ساری زندگی حج نہ کیا تو اس کو گناہ نہ ہوگا۔ مگر وصیت کرنا اس کے لئے لازمی ہے کہ میرے مرنے کے بعد حج بدل کرا دیا جائے۔

(۴) عورت کیلئے احرام کوئی خاص لباس (سفید چادر یا سفید اسکارف) نہیں ہے۔ جو کپڑے گھر میں پہنتی ہیں اسی طرح کے نئے یا دھلے ہوئے پہن کر احرام کی نیت کی جاتی ہے۔ آج کل کا مروجہ احرام نئی رسم ہے جس سے بچنا چاہئے۔

(۵) عورت کیلئے دوران احرام پردہ ضروری ہے مگر چہرے کو کپڑا لگانا جائز نہیں۔ چہرہ ننگا رکھنے کی بھی اجازت نہیں پھر عورت کیا کرے؟ جی ہاں جس عورت نے شریعت پر چلنا ہے وہ اس کا حل ضرور چاہے گی وہ حل یہ ہے کہ کپڑا چہرہ پر لگنے کی ممانعت ہے پردہ ممانعت نہیں بلکہ پردہ ضروری ہے وہ اس طرح کہ ہیٹ (ماتھے کی طرف بڑھی ہوئی سخت ٹوپی) پہن لے جس کے اوپر سے نقاب ڈالا جاسکتا ہے پھر کپڑا چہرہ سے دور بھی رہے گا اور پردہ بھی ہو جائے گا۔ **از ادارہ**

گلہائے رنگا رنگ

محمد قاسم درجہ اولیٰ
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

دوستی کے قابل ﴿۱﴾ دوسروں کے عیب چھپانے والا ﴿۲﴾ معذرت کو قبول کرنے والا ﴿۳﴾ احسان کر کے بھول جانے والا ﴿۴﴾ عقلمند جو عقل وحکمت کی باتیں سکھاتا ہو ﴿۵﴾ وہ نیک شخص جس کے دل میں دنیا کی بے رغبتی ہو ﴿۶﴾ جو بے غرض ہو اور محض اللہ کے واسطے دوستی رکھتا ہو ﴿۷﴾ جو کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو اور ماں باپ کا فرماں بردار ہو۔

حماقت کی نشانی ہے ﴿۱﴾ بغیر نیکی اور عبادت کے آخرت میں ثواب وجنت کی امید ﴿۲﴾ خود بے وفائی کی عادت ہوتے ہوئے دوسرے سے وفا کی امید ﴿۳﴾ بد اخلاق یا بخل ہوتے ہوئے سچا دوست ملنے کی امید ﴿۴﴾ آرام طلبی اور سستی کے ساتھ مراد پانے کی امید ﴿۵﴾ بیوی سے روز لڑنے کے باوجود گھر میں چین وراحت کی امید ﴿۶﴾ اولاد کو مذہبی تعلیم وتربیت نہ دینے کے باوجود فرماں برداری کی امید ﴿۷﴾ بیماری میں بدپرہیزی کے ساتھ تندرستی کی امید۔

ممکن نہیں کہ ﴿۱﴾ جیسی صحبت میں بیٹھے ویسا نہ بنے ﴿۲﴾ ہر کام میں جلدی کرے اور نقصان نہ اٹھائے ﴿۳﴾ دنیا سے دل لگائے اور پشیمان نہ ہو ﴿۴﴾ ہمت واستقلال کو شعار بنائے اور مراد کو نہ پہنچے ﴿۵﴾ زیادہ باتیں کرے اور کوفت نہ اٹھائے ﴿۶﴾ عورتوں کی صحبت میں بیٹھے اور رسوا نہ ہو ﴿۷﴾ دوسروں کے جھگڑوں میں پڑتا پھرے اور آفت نہ پھیلے۔

آتی ہے ﴿۱﴾ فضول خرچی کرنے سے مفلسی (غربت)۔ ﴿۲﴾ محنت و دیانت اور کفایت شعاری سے دولت ﴿۳﴾ بے ادبی کرنے سے بدنصیبی ﴿۴﴾ یتیم بیوہ اور واقف کا مال ناحق کھانے سے بربادی ﴿۵﴾ بزرگوں اور نیکوں کی صحبت میں بیٹھنے سے ادب اور عقل ﴿۶﴾ غیبت کرنے اور سننے سے بیماری ﴿۷﴾ مصیبت وتکلیف میں صبر کرنے اور شکوہ نہ کرنے سے راحت۔

بہترین نیکی اور شرافت ہے

﴿۱﴾ قابو پا کر معاف کر دینا ﴿۲﴾ اہل وعیال والے مفلس کی خفیہ مدد کرنا ﴿۳﴾ مخفی قرض اور حق ادا کرنا ﴿۴﴾ حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا مٹانے کیلئے خاموش ہو جانا ﴿۵﴾ کمزور اور مظلوم کی حمایت کرنا ﴿۶﴾ جہاں کوئی نہ کہہ سکے اور ضرورت ہو وہاں حق بات کہہ دینا ﴿۷﴾ برائی پانے کے باوجود رشتہ داروں کے ساتھ احسان وسلوک کرنا۔

قبول کرلے ﴿۱﴾ بھائی کا عذر چاہے دل نہ مانے ﴿۲﴾ دوست کا ہدیہ چاہے حقیر ہو ﴿۳﴾ غریب کی دعوت چاہے تکلیف ہو ﴿۴﴾ ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو ﴿۴﴾ اپنی غلطی چاہے ذلت ہو ﴿۵﴾ نیک بیوی کی محبت چاہے بدصورت ہو۔

ایک عرب دیہاتی کی دلچسپ تقسیم

ضیاء الرحمٰن [illegible] متعلم درجہ [illegible]
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

ایک دیہاتی صحرائی عرب کے باشندوں میں سے ایک شہری کے پاس آیا۔ اس نے اس کو اپنے یہاں بطور مہمان ٹھہرا لیا۔ اس شہری کے پاس دو مرغیاں تھیں۔ اس کے گھر میں ایک بیوی اور اس کے دو بیٹے، دو بیٹیاں تھیں۔ یہ میزبان شہری بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج ناشتہ کے لئے مرغی بھون کر لے آنا۔ جب ناشتہ تیار ہو کر آیا تو میں اور میری بیوی اور دونوں بیٹے اور دونوں بیٹیاں اور وہ اعرابی سب ایک دستر خوان پر بیٹھ گئے۔ ہم نے وہ بھنی ہوئی مرغی اس کے سامنے کر دی اور کہا آپ اسے ہمارے درمیان تقسیم کر دیجئے۔ ہم نے اس سے ہنسنے اور مذاق کرنے کے لئے ایسا کیا تھا۔ اس نے کہا تقسیم کرنے کا کوئی احسن طریقہ تو میں نہیں جانتا۔ لیکن اگر تم میری تقسیم پر راضی ہو تو میں سب پر تقسیم کرتا ہوں۔ ہم نے کہا ہم سب راضی ہیں۔ اب اس نے مرغی کا سر پکڑا اور کہا رأس (یعنی سر) رئیس کیلئے۔ پھر دونوں بازو کاٹے اور کہا دونوں بازو دونوں بیٹوں کے لئے۔ پھر دونوں پنڈلیاں کاٹیں اور کہا ساقین دونوں بیٹیوں کے لئے پھر پیچھے دم کا حصہ کاٹا اور کہا عجز (کولہا) عجوز (بڑھیا) کے لئے پھر زور (یعنی دھڑ کا پورا حصہ) زائر (مہمان) کا۔ اسی طرح پوری مرغی پر قبضہ کر لیا۔ جب اگلا دن آیا تو میں نے بیوی سے کہا کہ آج پانچ مرغیاں بھون لینا۔ پھر جب صبح کا ناشتہ لایا گیا تو ہم نے کہا تقسیم کیجئے تو کہنے لگا کہ لگتا ہے کہ آپ کو میری پہلی تقسیم پسند نہیں آئی۔ ہم نے کہا نہیں ایسا نہیں۔ آپ تقسیم کیجئے۔ کہنے لگا جفت کا حساب رکھوں یا طاق کا؟ ہم نے کہا طاق کا۔ تو کہا بہتر ہے۔ پھر تقسیم شروع کی اور کہا کہ تو اور تیری بیوی اور ایک مرغی پورے تین ہو گئے (یہ کہہ کر) ایک مرغی ہماری طرف پھینک دی پھر کہا دو بیٹے اور ایک مرغی پورے تین ہو گئے۔ پھر کہا تیری دو بیٹیاں اور ایک مرغی پورے تین ہو گئے پھر کہا میں اور یہ دو مرغیاں پورے تین ہو گئے اور دو مرغیاں لے کر بیٹھ گیا۔ پھر ہمیں یہ دیکھ کر کہ ہم اس کی دو مرغیوں کو دیکھ رہے ہیں بولا کہ تم لوگ کیا دیکھ رہے ہو شاید تمھیں میری طاق والی تقسیم پسند نہیں آئی۔ ہم نے کہا کہ اچھا جفت کے حساب سے تقسیم کیجئے۔ یہ سن کر سب مرغیوں کو اکٹھا کر کے اپنے سامنے رکھ لیا۔ اور بولا تو اور تیرے دونوں بیٹے اور ایک مرغی چار ہو گئے۔ (یہ کہہ کر ایک مرغی ہماری طرف پھینک دی) اور بڑھیا اور اس کی دونوں بیٹیاں اور ایک مرغی چار ہو گئے اور ایک مرغی ان کی طرف پھینک دی۔ پھر بولے میں اور یہ تین مرغیاں پورے چار ہوئے اور تین مرغیاں اپنے سامنے رکھ لیں۔ پھر اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے اللہ! تیرا بڑا احسان ہے تو نے مجھے اس تقسیم کی سمجھ عطا فرمائی۔ (انتخاب از لطائف علمیہ)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین اما بعد۔

فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَاِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ، عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ (بخاری ص۳۲، مسلم ص۱۴۹)

"مردوں میں تو بہت کامل بزرگ گزرے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی اور عائشہ کو عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر"

حدیث مذکور سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس محبت اور قدر و منزلت کی وجہ کوئی ظاہری حسن و جمال نہیں کیونکہ حضرت زینب حضرت صفیہ، حضرت جویریہ بھی حسین تھیں جیسا کہ ان کے محاسن ظاہری کی تعریف احادیث اور تاریخ و سیر کی کتابوں میں بہت آئی ہے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کی غایت درجہ کی محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت سی ایسی امتیازی خصوصیات حاصل تھیں جن میں امت میں ان کا کوئی شریک نہیں چنانچہ وہ خود فرماتی تھیں:

﴿۱﴾ فرشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری تصویر لے کر حاضر ہوا۔

﴿۲﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا جب میں چھ برس کی تھی۔

﴿۳﴾ میں نو برس کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل ہوئی۔

﴿۴﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے ساتھ استراحت فرماتے تو میرے لحاف میں وحی آتی تھی۔

﴿۵﴾ میں خواتین اور ازواج میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔

﴿۶﴾ کنواری خواتین میں مجھ سے شادی ہوئی اور کسی سے نہیں ہوئی۔

﴿۷﴾ میری وجہ سے امت کو تیمم کی رخصت ملی۔

﴿۸﴾ جبرائیل امین کو میں نے دیکھا۔

﴿۹﴾ میری پاکدامنی اور برأت میں قرآنی آیات اتریں۔ (مستدرک حاکم ۴/۱۰)

﴿۱۰﴾ مجھے اپنی باری میں دو دن ملے تھے اس لئے کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری کا دن بھی مجھے دے دیا تھا۔

﴿۱۱﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت مسواک کرنی چاہی تو آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے چبا کر نرم کر کے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دھن مبارک میں رکھا اس طرح رحلت فرماتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دھن کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لعاب دھن یکجا ہوا (البدایہ والنہایہ ۲۹/۸)

﴿۱۲﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی میری باری کے دن ہوئی تھی۔

﴿۱۳﴾ میرے ہی حجرہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوئی۔

﴿۱۴﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن فرشتوں سے معمور تھا۔ (سیر اعلام النبلاء)

الغرض حضرت عائشہ صدیقہ اپنے ان بے شمار اور گونا گوں فضل وکمالات کی بناء پر دیگر ازواج مطہرات پر فوقیت رکھتی تھیں وہ فقیہہ مجتہدہ تھیں اسرار شریعت اور مصالح دین جو نہایت باریک علم ہے اس پر بھی آپ کو دستگاہ حاصل تھی۔ خطیبانہ وفاصحانہ بلاغت و فصاحت میں مشہور تھیں حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ "بخدا میں نے حضرت عائشہ کے معاصرین میں ان سے زیادہ فصیح وبلیغ اور زیادہ ذہین وفطین خطیب نہیں دیکھا۔" (مجمع الزوائد ۲۴۳/۹)

چنانچہ جلیل القدر مجتہدین صحابہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مسائل کی تحقیق کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ امام زہری تابعی کا بیان ہے کہ کانت عائشة اعلم الناس يسئلها الاكابرين من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم (طبقات ابن سعد ۲۶/۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک چوتھائی حصہ اسلام مروی ہے (فتح الباری ۴۷۹/۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کل مسندات (احادیث مرفوعہ) دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) مروی ہیں جن میں سے بیشتر بخاری ومسلم میں بھی مذکور ہیں (سیر اعلام النبلاء ۴۲۷/۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرو بن عاص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا عائشہ سے۔ پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے (سیر اعلام النبلاء ۴۴۳/۳)

شکایت

اس حدیث میں خواتین سے یہ شکایت کی گئی ہے کہ عورتوں میں دینی کمال کا رنگ بہت کم چڑھتا ہے۔ حضرت آسیہ اور حضرت مریم کے علاوہ بہت کم ہیں جو دین میں بہت کامل ہوں۔ یعنی عورتوں کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ دیندار بن کر کامل ولیہ بنیں جیسے حضرت رابعہ بصریہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے زمانہ میں کاملہ متقیہ بنیں اسی طرح خواتین خود بھی دین کا علم سیکھیں اور اپنی بچیوں کو بھی دین کا علم سکھائیں اور ان کی دینی تربیت کا خوب خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں (امین ثم امین)

اخبار الجامعہ — جامعہ کے شب و روز

- مورخہ ۱۴ جمادی الثانیہ بمطابق یکم اگست بسلسلہ ماہانہ بیان مہتمم جامعہ ہذا مولانا محمد عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہم کا بیان (تقریباً چالیس منٹ) ہوا۔ موضوع تھا ''زبان کی حفاظت''۔
- مورخہ ۱۴ اگست بمطابق ۲۷ جمادی الثانیہ درجہ حفظ کے ایک طالب علم فیصل جمیل کا قرآن پاک مکمل ہوا اس سلسلہ میں ایک مختصری تقریب ہوئی جس میں مہتمم جامعہ ہذا مولانا محمد عتیق الرحمٰن صاحب نے ''قرآن پاک کی فضیلت'' کے موضوع پر تقریباً ۴۰ منٹ بیان فرمایا بعد ازاں دعا فرمائی۔
- جامعہ ہذا میں مطبخ کے ساتھ ملحقہ گھر پر ایک اور گھر کی تعمیر جاری ہے۔ نصف سے زیادہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ درسگاہوں کی اوپر والی ڈیڑھ منزلہ عمارت کا فرش اور دروازوں کا کام ابھی باقی ہے
- مسجد اشرف المساجد کے دروازوں، الماریوں، منبر، کا (دیار کی لکڑی سے) کام جاری ہے۔

نوٹ : مضمون نگار حضرات سے گذارش کی جاتی ہے کہ اپنے مضامین انگریزی ماہ کی 25 تاریخ تک پہنچا دیا کریں۔ مثلاً نومبر کے شمارے کے لئے مضمون 25 ستمبر تک پہنچائیں اور مضامین صاف اور خوشخط اور با حوالہ ہوں نیز خطباء حضرات سے گذارش کی جاتی ہے کہ ادبی چٹکلے اور معلوماتی اور مفید دینی علوم کا ذخیرہ خواہ دو تین سطروں کا ہو روانہ فرما کر تبلیغ دین میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ ادارہ تبصرہ کتب (انشاء اللہ تعالیٰ) ہر تین ماہ بعد شائع کرے گا۔ درجہ حفظ و ناظرہ میں غیر رہائشی داخلے جاری ہیں

جامعہ کا سالانہ **جلسہ** انشاء اللہ تعالیٰ نومبر کی آخری تاریخوں یا دسمبر کے شروع میں منعقد ہوگا

اعلان داخلہ درجہ کتب

جامعہ ہذا میں درجہ کتب کے نئے تعلیمی سال کے داخلے 10 مورخہ شوال بمطابق 24-25 اور 27 نومبر بروز بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو ہوں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ مطلوبہ تعداد پوری ہونے پر داخلے بند کر دیئے جائیں گے خواہ مطلوبہ تعداد پہلے دن پوری ہو یا دوسرے دن۔ اس لئے طلباء کرام جلدی آنے کی کوشش کریں۔ داخلے درجہ اولیٰ سے لے کر خامسہ تک ہوں گے۔ مزید تفصیلات کیلئے جامعہ ہذا تشریف لا کر یا فون نمبر (042-5272270) موبائل (0300-4138738) پر رجوع فرمائیں۔

توبہ کی شرائط

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا گیا کہ توبہ کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ جس میں چھ چیزیں جمع ہوں۔

﴿۱﴾ اپنے گزشتہ بُرے عمل پر ندامت (شرمندگی)

﴿۲﴾ جو فرائض و واجبات اللہ تعالیٰ کے رہ گئے ہیں ان کی قضا

﴿۳﴾ کسی کا مال ظلماً لیا تھا تو اس کی واپسی

﴿۴﴾ کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا اور تکلیف پہنچائی تو اس سے معافی

﴿۵﴾ آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ ارادہ

﴿۶﴾ اور یہ کہ جس طرح اس نے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا ہے اب وہ اطاعت کرتے دیکھ لے۔

قارئین سے التماس

اگر آپ کو یہ رسالہ پسند ہے...... تو خود بھی دو دفعہ ہر مضمون کو پڑھتے ہوئے رسالہ مکمل کیجئے اور اپنے گھر والوں، بہن بھائی، بیوی بچوں نیز والدین کو بھی پڑھنے کیلئے دیجئے یا گھر میں اجتماعی طور پر پڑھ کر سنائیے۔ **اگر** آپ کے اختیار میں مدرسہ یا اسکول کے طلبا عملہ یا فیکٹری وغیرہ کے ملازمین ہوں تو ان کو پڑھ کر سنائیے یا پڑھنے کیلئے دیجئے۔ **الغرض** زیادہ سے زیادہ اس رسالہ کو عام کیجئے اور تبلیغ دین کا ثواب مفت حاصل کیجئے۔ ایک خط یا فون پر رسالہ جاری کر دیا جاتا ہے زیادہ سے زیادہ رسالہ لگوانے کا ثواب بھی آپ کے اختیار میں ہے۔